THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Friday, September 07, 2012
(85th Session)
Volume IX No. 05
(Nos.01-05)

CONTENTS

		Pages
1.	Recitation from the Holy Quran. ……….....…….	1
2.	Motion on suspension of Question Hour………..	7-36
3.	Leave of Absence………………………………..	37
4.	Discussion on Law and Order Situation particularly in Karachi, Gilgit-Baltistan and Balochistan………………………………………	44-55
5.	Calling Attention Notice Re; Migration of Hindu Community ………………………………………	56-61
6.	Report Re; Blasphemy Case …………………….	62-75

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad.

Volume IX No. 05 SP.IX(05)/2012 15

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Friday, September 07, 2012

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at forty two minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Syed Nayyer Hussain Bokhari) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَسِیۡقَ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا رَبَّہُمۡ اِلَی الۡجَنَّۃِ زُمَرًا ؕ حَتّٰۤی اِذَا جَآءُوۡہَا وَفُتِحَتۡ اَبۡوَابُہَا وَ
قَالَ لَہُمۡ خَزَنَتُہَا سَلٰمٌ عَلَیۡکُمۡ طِبۡتُمۡ فَادۡخُلُوۡہَا خٰلِدِیۡنَ ۔ وَقَالُوا الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ
الَّذِیۡ صَدَقَنَا وَعۡدَہٗ وَاَوۡرَثَنَا الۡاَرۡضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الۡجَنَّۃِ حَیۡثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعۡمَ
اَجۡرُ الۡعٰمِلِیۡنَ ۔

ترجمہ: اور جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے رہے، انہیں (بھی) جنت کی طرف گروہ
در گروہ لے جایا جائے گا یہاں تک کہ جب وہ اس (جنت) کے پاس پہنچیں گے
اور اس کے دروازے (پہلے ہی) کھولے جا چکے ہوں گے تو ان سے وہاں کے
نگران (خوش آمدید کرتے ہوئے) کہیں گے: تم پر سلام ہو، تم خوش و خرم رہو
سو ہمیشہ رہنے کے لیے اس میں داخل ہو جاؤ۔ اور وہ (جنتی) کہیں گے، تمام
تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا اور ہمیں
سرزمین جنت کا وارث بنا دیا کہ ہم (اس) جنت میں جہاں چاہیں قیام کریں، سو
نیک عمل کرنے والوں کا کیسا اچھا اجر ہے۔

(سورۃ الزمر آیات 72تا74)

Mr. Chairman: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ We may now take up the questions.

(Interruption)

جناب چیئرمین: جی الیاس بلور صاحب۔

Senator Ilyas Ahmad Bilour: Sir, this is very important. We request you to delay the question hour because we want to say something about today's Ordinance and the problem which has been created in Karachi, Sindh. We request you that please don't start the question hour and allow us to speak about that and after that you can have question hour. That is why I used the word request three times. If you want to start the question hour, no minister is sitting here and we will not allow you to have a question hour in the house. This is not a threat, this is my request to your honour.

Mr. Chairman: You are in a very aggressive mood today. Zahid Khan *sahib*.

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب چیئرمین! آپ کا بہت شکریہ۔ آپ کے مشکور ہیں کہ آپ نے question hour announce کیا اور ہماری بات سننے کے لیے وقت دیا۔ ہم آپ کے احسان مند ہیں کیونکہ اس وقت الیاس بلور صاحب جو بات کر رہے ہیں یہ بہت important issue ہے۔ رات کے اندھیرے میں کراچی میں، وہ نظام جو ایک dictator کا نظام تھا، اس کا ایک ordinance آیا جس سے سندھی عوام کی حق تلفی ہوئی ہے۔ جب یہ negotiation ہو رہی تھی اس وقت عوامی نیشنل پارٹی نے اپنے تحفظات کا اظہار کیا تھا۔ اس لیے ہم آپ سے request کر رہے ہیں۔ اس وقت وزیر بھی نہیں ہیں۔ اگر ہمیں بولنے کی اجازت دی جائے تو آپ کی مہربانی ہو گی۔ آپ کے پاس اختیار ہے۔ اگر آپ آدھ گھنٹے کے لیے اسے postpone کریں۔ ہم آدھے گھنٹے کے لیے اس پر بول لیں تو آپ کی مہربانی ہو گی۔ اس وقت تک وزیر بھی آجائیں گے۔ پھر آپ question hour ضرور شروع کر دیں۔ یہ ہم آپ سے درخواست کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: زاہد خان صاحب! گزارش یہ ہے کہ sense of the House لے لیتے ہیں۔ آپ کسی important issue پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ اگر House یہ کہتا ہے کہ question hour suspend کردیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: میری گزارش سن لیں۔ If House is of the opinion that the question hour be suspended. We can move in that way. If you want to discuss any other important thing, particularly law and order situation, there is another issue which you have raised right now. مولانا عبدالغفور حیدری صاحب! آپ کا suspension of the Question Hour کے بارے میں کیا view ہے، آپ ذرا بتا دیں؟

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یقیناً کراچی کے حالات کے حوالے سے جو بات ہو رہی تھی، بالخصوص ہمارے ANP کے دوستوں نے bill کے حوالے سے اپنے تحفظات کا اظہار کیا ہے، اتنی گنجائش ہونی چاہیے کیونکہ یہ اپنے ساتھی ہیں۔ میں اس کے ساتھ ساتھ یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ بلوچستان اور گلگت بلتستان کا مسئلہ مسلسل ایجنڈے پر آرہا ہے، آپ اس کے لیے کوئی ایسی ترتیب بنائیں، آج بہت ہی مختصر وقت ہے، اگر ہم کراچی کے مسائل پر بحث کرتے ہیں۔ آپ از راہ مہربانی پیر اور منگل بلوچستان اور گلگت بلتستان کے حوالے سے رکھ لیں تو یہ بہتر ہوگا تاکہ اس پر سیر حاصل بحث بھی ہو اور پھر وزیر صاحب آکر اپنی statement دے دیں، میری یہ گزارش ہوگی۔

جناب چیئرمین: آپ کا شکریہ۔ جی، حافظ حمد اللہ صاحب۔

سینیٹر حافظ حمد اللہ: جناب چیئرمین صاحب! میری گزارش یہ ہے کہ MQM والوں نے جو point اٹھایا ہے، میں کہتا ہوں کہ پورے ملک میں امن و امان کا مسئلہ ہے اور خاص کر بلوچستان، گلگت بلتستان اور کراچی کے لیے آج اور گزشتہ دن time دیا گیا تھا، یہ وقت کم بھی ہے، میں گزارش یہ کرتا ہوں کہ آپ پیر اور منگل اس کے لیے رکھیں۔ ہم کراچی کے issue پر MQM کے مؤقف کی حمایت کرتے ہیں، لہذا، ان کو وقت دے دیں لیکن دو دن پیر اور منگل یعنی دس اور گیارہ ستمبر ملک کی

مجموعیlaw and order situation جو already agenda پر موجود ہے، اس کے لیے رکھے جائیں۔ آپ کی بڑی مہربانی ہو گی۔

Mr. Chairman: Yes, Leader of the House.

سینیٹر محمد جہانگیر بدر (قائد ایوان): جناب! یہاں پر Cabinet Division کے questionsہیں، اگر آپ کہیں،I am prepared to answer لیکن یہاں پر یہ معاملہ دو، تین دنوں سے pending چلا آ رہا ہے۔ ملک صاحب نے یہاں پر کل پیش کرنا تھا، اتفاق سے وہ باتstreamline نہیں ہو سکی، the matter is very sensitive, it relates to the over all situation of law and order. لہذا، آپ جیسا بھی فیصلہ کریں، if the Members want more time to do it تو پھر اس پر جایا جا سکتا ہے۔ My sense is with the sense of the House and sense of the House is کہ questions کوsuspend کر دیا جائے تو اگر آپ اس پر مجھے اجازت دیں---

جناب چیئرمین: جہانگیر بدر صاحب! اس پر ذرا اسحٰق ڈار صاحب کا بھی point of view لے لیں کیونکہ ڈار صاحب تشریف لے آئے ہیں۔ ڈار صاحب! یہ suggestionآئی ہے کہ Question Hour suspend کیا جائے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار (قائد حزب اختلاف): جناب! آپ کل تشریف نہیں رکھتے تھے تو بات ہو رہی تھی کیونکہ وقت بہت تھوڑا تھا، کوئی تین speakers بولے تھے، مجھے پتا نہیں ہے کہ کتنے لوگ بولنا چاہتے ہیں، میرا خیال ہے کہ خاص کر بلوچستان اور کراچی کے issuesپر کافی لوگ بولنا چاہیں گے۔ ایک یہ sense بن رہی تھی کہ اس کو پیر یا منگل پر لے جایا جائے، آج بھی تقاریر ہو جائیں اور پیر یا منگل کوInterior Ministerصاحبwind up کریں۔ انہوں نے یہ proposal floor پر دی تھی کہ میں تیار ہوں، there is a lot of sensitive information that I would like to say but it would be in camera, میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس پر کام کرنا ہے، اگر ہو سکے تو پھر اس پرcomprehensiveکام ہو۔I understand, شاید آپ foreign invitationپرtravel کر رہے ہیں اور Deputy Chairman صاحب بھی Japan جا رہے ہیں۔ آپ یہ دیکھ لیں، اگرconstraint نہیں ہے یا آپ پھر House کوadjourn to next Monday کر دیں یعنی

17 تاریخ تک adjourn کر دیں۔ جناب! یہ اتنا important subject ہے، اس کو اس طرح نہ کریں، we can't have four or five speeches یا آج two session کر لیں، that is another solution, صبح کر لیں، دوپہر میں کر لیں پھر آخر میں late afternoon the Interior Minister should wind up. جناب! میرے خیال میں ہم اس کو rush نہ کریں اور آپ Question Hour کو suspend کر دیں، آپ questions lapse نہ ہونے دیں، ان کو carry forward کر لیں، اس سے کسی کے سوالات کا نقصان نہیں ہو گا۔ جناب! میری یہ تجویز ہے۔ Thank you.

Mr. Chairman: I would like to have a comment on that from the Interior Minister also.

جی، وزیر داخلہ صاحب! اگر ہم نماز جمعہ کے بعد اجلاس کر لیں then you will be in a position to conclude it.

Senator A. Rehman Malik: Thank you Mr. Chairman. First of all, I will have to see what questions are coming up in the session, if it is within my ability, without consulting my Ministry, if I can answer, definitely I will do it. My first preference is this debate because this is very important. It is crucial. My all other meetings will stand suspended. I have only one commitment at 2 o'clock, if you permit me, I will go for half an hour otherwise, I will be ready after 2 o'clock to attend anything but I will not be available on Monday because I have a commitment in Karachi. So, I leave it to the House, if the House wants me to be present here, I will suspend that too because this is crucial and important and my full cooperation and assistance is to my colleagues here. Thank you.

Mr. Chairman: Dar *sahib*, if we have 2nd Session, we can adjourn it for *Jumma* prayers. Thereafter we have a session. We would like to hear the honourable Interior Minister over this then he

can make a reply to all those things which are raised over here, would it be appropriated.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب! یہ بالکل ہوسکتا ہے لیکن یہ نہیں چاہتے کیونکہ انہوں نے کل خود ہی فرمایا تھا کہ ان کے پاس کافی material ہے جس کی وہ in camera briefing دینا چاہتے ہیں۔ میرا خیال ہے، وہ تین بجے نہیں ہوسکے گی، we will not be able to make all the arrangements, وہ Monday and Tuesday کو ہوسکتا ہے but if we feel کہ یہ وہ چیزیں skip کرکے باقی چیزوں کا صرف جواب دینا ہے۔ جناب! یہ سوال و جواب کی debate نہیں ہے، it's very serious issue, country is facing serious challenge. آپ دیکھیں کہ اس کو حل کیسے کرنا ہے، اس کو اس طرف لے کر چلیں۔

Mr. Chairman: Jahangir Bader *sahib*, please move the motion to dispense with Question Hour then we will move forward, let him move because we are in process of Question Hour, let that be dispensed with to discuss this issue.

Senator A. Rehman Malik: No, sir before you finally suspend the Question Hour. Mr. Chairman, I have discussed with the Leader of the Opposition, Yes, I said that I am ready to do it. There are two issues to which the House wants to listen. No.1 is, Rimsha case and No.2 is, the exit, so called propaganda against Hindus leaving Pakistan. There are two issues which I will of course, spend some time to answer it. Secondly, let us say, the numbers of questions come, let us stay till 12 o'clock, I can start it at 12.15 and in about 45 minutes, I will give you the answers. Perhaps it may be better, if the Members send me a list of questions, I will go through it, if I have the answer, I will do it otherwise I will consult my Ministry and I can wind it up before 1 o'clock. That is not the issue because I could see the mood of my colleagues that it should have been finished today because I know that some of the Parliamentarians are going to Cuba, I think in next

week or so. They would not like this Session to be extended till next week. So, I leave it to the House and your good self whatever you decide let me know but I think, whatever questions are in your mind, give the questions and every question, I will take up and answer on that sir. Thank you sir.

جناب چیئرمین: رضا ربانی صاحب بات کرلیں، جی رضا ربانی صاحب۔

Senator Mian Raza Rabbani: Mr. Chairman, I would just add that at 11 o'clock there is another important meeting of the Parliamentary Committee on National Security as well and in particular, we have asked the Ministry of Defence to come in and brief the Committee on the Kamra's issue that has taken place. So, I think the honourable Leader of the Opposition and a couple of other Senators would be going to that meeting including myself also. So, if you could kindly keep that in mind as well.

جناب چیئرمین: جہانگیر بدر صاحب! آپ پہلے motion move کردیں۔

Motion on Suspension of Question Hour

Senator Muhammad Jahangir Bader: Mr. Chairman, I beg to move that under Rule−263 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate 2012, the requirement of the Rule−51 of the said Rule regarding Questions Hour be dispensed with.

Mr. Chairman: It has been moved that under Rule−263 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate 2012, the requirement of the Rule−51 of the said Rule regarding Questions Hour be dispensed with.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: However, these questions will be taken on the next rota day.

جی، اسحٰق ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب چیئرمین! میری یہ گزارش ہے کہ جو Interior Minister صاحب کہہ رہے ہیں کہ سوالات لکھ کر دے دیں اور میں جواب دے دوں گا تو میرے خیال میں معاملہ اس طرح حل نہیں ہو گا۔ اب دیکھیں منسٹر صاحب جا رہے ہیں تو ان کی پوری ٹیم ان کے ساتھ تشریف لے جا رہی ہے۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ سوا بارہ بجے شروع کریں اور ایک بجے تک چلے، کم از کم آپ یہ plan کریں کہ اس کو adjourn کریں اور 3:30 پھر بلا لیں، 12.30 پر جمعہ کی بریک کر لیں۔ انہیں comprehensive سوال لکھ کر دیں، پھر لوگ سوال ڈال دیتے ہیں۔ میرے خیال میں تو اس side پر زیادہ sense یہی ہے کہ یہ اجلاس Monday, Tuesday تک چلنا چاہیے لیکن we understand the constraint. اس طرح کر لیں یا پھر اگر آپ کو 17 کو suit کرتا ہے تو آج آپ prorogue نہ کریں اور اسے 17 تک adjourn کر دیں، obviously then it does not cost to anything.

جناب چیئرمین: ڈار صاحب! میرے خیال میں ابھی Questions Hour dispense with ہو گیا ہے، we can start this issue اور اس issue پر ANP کے احباب بھی بات کرنا چاہتے ہیں، this relates to the situation in Karachi also and they can raise their اسی debate کے دوران even that can be discussed points also about the local bodies, یہ ان کا concern ہے۔ So, we start the debate on the Law and Order Situation and club it with the situation which has arisen in the Karachi and the ANP members would be at liberty to talk about it. اس پر وہ بے شک بات کر لیں اور جمعہ کی break کر کے then we can resume our session at 4'O clock again and then honurable Minister can reply for that.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب! 3:30 کریں گے تو کہیں 4 بجے شروع ہو گا۔

Mr. Chairman: We agreed with what Leader of the Opposition has suggested. We can take it up at 3:30. Now we give the floor to Shahi Syed.

شاہی سید صاحب! اس پر دو situations ہیں، ایک تو جو آپ کے ساتھیوں نے بات کی، you are at liberty to discuss that also, club with the law and order situation. Floor is with you, we cannot confine only to one issue. You are at liberty. آپ law and order پر بات کرنا چاہتے ہیں یا جو.....recent

(مداخلت)

جناب چیئرمین: دیکھیں بات یہ ہے you are already signatory and somebody from Treasury Benches will respond to that اور یہ نہ کہیں کہ you are not confined only to law and order situation, جو آپ بات کرنا چاہتے ہیں، وہ بات کریں۔.The floor is with the Senator Shahi Syed

سینیٹر شاہی سید: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ میں اس House اور سارے Media کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ کراچی میں law and order کا مسئلہ ہے، وہاں ہمارے بندے شہید کیے گئے، وہاں ہمارے 18 بندے اغوا ہوئے ہیں اور ان سے کروڑوں روپے مانگے جا رہے ہیں، ہمارے offices 30,35 بند کر دیے گئے ہیں، ہمارے جھنڈے اتارے گئے۔ میں نے کافی کوشش کی کہ میں آپ کی توجہ دلاؤں لیکن کوئی شنوائی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ دو کان اس لئے دیے ہیں کہ ایک سے سنو اور دوسرے سے نکالو۔ رمضان کے مہینے میں ہماری central committee کے ممبر کو اس کے گھر کے سامنے ہمراہ تین بے گناہ لوگوں کے شہید کیا گیا۔ وہاں کے حالات کسی سے ڈھکے چھپے نہیں ہیں، سارے اداروں کے پاس information ہے۔ ایک ایک گھنٹے کی رپورٹ رحمن ملک صاحب کے پاس ہے۔ ان حالات میں Local Government Ordinance کو لانا، الیکشن سے پہلے بلدیاتی الیکشن کروانا۔ چار دن سے Pakistan Peoples Party اور MQM چوبیس چوبیس گھنٹے meetings کر رہے ہیں۔ یہ میری سمجھ سے بالا تر ہے۔ ان معزز ایوانوں میں 18ویں، 19ویں ترمیم، Finance Bill ، صوبوں کے نام چند دنوں میں کیے گئے۔ ہمارے بڑے اتحادی، میں احترام کے ساتھ نام لوں کہ Pakistan Peoples Party اور MQM میں کیا گل کھل رہا ہے، یہ کیا چاہتے ہیں، چار سال سے مسلسل meetings لیکن نتیجہ کچھ نہیں۔ اندھیری رات میں تین بجے ایک Ordinance جاری کیا جاتا ہے، اس Ordinance کے ذریعے مشرف کا کالا قانون نافذ کیا جاتا ہے، جس نے دو کروڑ کی آبادی میں پانچ ضلعوں کو ختم کر کے ایک ضلع

بنایا، حیدرآباد کی 25لاکھ کی آبادی کو تین ضلعوں میں کراویا، جس کی بنیاد جھوٹ پر تھی۔ جس نے کہا کہ یہ غیرسیاسی الیکشن ہیں، جس کے نتیجہ میں نعمت اللہ جو جماعت اسلامی سے وابستہ ہے اور آج تک credit لے رہا ہے۔ MQM کا مصطفیٰ کمال آج تک اس کا creditلے رہا ہے۔ یہ کیسے غیرسیاسی elections تھے۔ لہذا جس بلڈنگ کی بنیاد جھوٹ پر رکھی گئی تھی یہ اس کا نتیجہ تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ مشرف کا دور ابھی تک جاری ہے، کوئی لفظ ایک انچ بھی ادھر سے ادھر نہیں ہوا۔ کراچی میں بسنے والی ساری قومیتوں کے ساتھ ظلم اور ناانصافی ہو رہی ہے، پولیس FIRکاٹنے کو تیار نہیں ہے، کراچی کی شریف و مظلوم عوام psyche بن گئے ہیں، ہر روز 11,12لاشیں گر رہی ہیں، گنتی تو پوری ہو رہی ہے، مہینوں کا حساب لکھا جاتا ہے، چھ مہینے کا الگ حساب آتا ہے کہ اتنے لوگ شہید ہوگئے۔ افسوس ہے کہ ہمارے اتحادی کیا چاہتے ہیں۔ کسی کو اچھا لگے یا برا لگے، میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ سندھ کو تقسیم کرنے کی سازش ہو رہی ہے بلکہ میں کہوں گا کہ مشرف کے دور میں سندھ تقسیم ہو چکا ہے۔ حیدرآباد، کراچی، میرپورخاص کے ٹوٹل اختیارات ایک تنظیم کو دیے گئے ہیں۔ ہمارے بڑے اتحادی کو کیا مجبوری ہے، وہ ہمیں مجبوری نہیں بتاتے، ہمیں اعتماد میں نہیں لیتے۔ ہمیں توکہتے ہیں کہ ہم کچھ نہیں کرنے جارہے لیکن راتوں رات Ordinance پر دستخط ہو رہے ہیں۔ جو بل اسمبلی سے پاس ہوتا ہے اس کو Ordinance کے ذریعے دوبارہ واپس لایا جا رہا ہے۔ یہ کیا ہورہا ہے،کہاں کا انصاف ہے۔ ہم برداشت کرتے کرتے تھک گئے ہیں، اب ہماری برداشت ختم ہو چکی ہے۔ ہم اپنے بڑے اتحادی سے پوچھتے ہیں کہ خدارا ہمیں یہ بتائیں کہ یہ کیافلسفہ ہے، کیا سیاست ہے، کیا مصلحت ہے۔اگر آپ اسے الگ کر کے نام دے دیں تو اور اچھا ہو گا کہ ہمیں پتا تو چلے گا کہ ہم کس صوبے میں کس کے under ہیں۔ ویسے تو Pakistan Peoples Party کی حکومت ہے، ہمارا وزیراعلیٰ قائم علی شاہ ہے لیکن SHO, DSP, ASP کوئی اور نامزد کرتا ہے۔ ایک محرر تک FIRکاٹنے کو تیار نہیں ہے۔ اجرتی قاتلوں کو طالبان کہا جاتا ہے، حالانکہ طالبان ایک سوچ ہے، ایک فکر ہے، ایک طاقت ہے، ایک فلسفہ ہے۔ وہ اجرتی قاتل ہیں کہ جو ہمارے کامرہ بیس پر،شاہ فیصل بیس پر attack کرتے ہیں، یہ attack کرنے کے لیے ہندوستان بھی ہزار بار سوچے گا اور پھر attack کرے گا لیکن وہ اجرتی قاتل راتوں رات وہاں گھستے ہیں اور ہمارے جہازوں کو تباہ کرتے ہیں۔ یہ طالبان نہیں ہیں، یہ اجرتی قاتل ہیں اور یہ سوچنے کی بات ہے کہ ان اجرتی قاتلوں کو معاوضہ کون دیتا ہے۔ خدارا اس ملک کو بچاؤ، اس عوام کو بچاؤ، اگر آپ کا ارادہ ایٹم بم بیچنے کا ہے تو بیچ دو مگر خدارا ہمیں مت مارو۔ اب افغانستان سے

بلوچستان میں بھی طالبان آ گئے، خیبر پختونخوا میں بھی آ گئے، فاٹا بھی تباہ ہوا۔ ہمارے چالیس ہزار بچے کیمپوں میں پیدا ہوئے۔ ہم نے اس ملک کے لیے قربانیاں دی ہیں۔ خدارا اس ظلم کو روکیں۔

جناب چیئرمین! چور کو چور، کالے کو کالا اور سفید کو سفید کہہ دیں۔ یہ طالبان نہیں ہیں، ان کے نام پر دھبہ ہیں۔ یہ اجرتی قاتل ہیں۔ اب اس Ordinance کا آنا، صرف نام دینا باقی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ نام بھی دے دیں چاہے جناح پور رکھ دیں، چاہے اس کا نام مہاجر صوبہ رکھیں۔ ہم اپنے وزیراعلیٰ اور گورنر سے جا کر بات کریں، کم از کم ہم پر سے یہ قدغن ختم ہو جائے تا کہ ہمارا احتجاج تو ریکارڈ ہو۔ اس سے تو مشرف کی حکومت اچھی تھی، ہم ہڑتال کرتے تھے تو وہ ہم سے بات کرتا تھا۔ یہاں ہمارے منہ پر پٹیاں لگی ہوئی ہیں۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے خدا کے واسطے یہ ظلم بند کریں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ نسرین جلیل صاحبہ۔ گزارش یہ ہے کہ Law and Order situation and Sindh situation پر بات کرنی ہے تو kindly give your names to the Secretary because کل تین نام سیکرٹری صاحب کے پاس آئے تھے تو ہم چاہتے ہیں کہ everybody would get the opportunity.

(مداخلت)

جناب چیئرمین: حاجی صاحب، دیکھیں every party will get the opportunity. حاجی صاحب، آپ بالکل کریں۔ حاجی صاحب، آپ کے جتنے اراکین چاہیں گے ہم ان کو opportunity دیں گے don't worry آپ نے کہا ہم نے Question Hour suspend کر دیا۔ شاہی سید صاحب کو آغاز میں وقت دے دیا we will give the opportunity to everybody. جی زاہد خان صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: ہمارا کہنا یہ ہے کہ ہمارے کسی اور ممبر کو موقع نہ دیں صرف حاجی صاحب کو دے دیں وہ اپنی بات کر دیں پھر ہم اپنا لائحہ عمل بتائیں گے۔ ہم سب سے درخواست کرتے ہیں کہ تلخی نہ ہو۔ ہم کہتے ہیں کہ حاجی صاحب کو پہلے موقع دیں۔

جناب چیئرمین: زاہد خان صاحب! تلخی کی بات نہیں ہو گی۔ ہم تمام ممبران سے گزارش کریں گے کہ وہ اپنا point of view لائیں، تلخی کی ضرورت نہیں ہے but I will give the opportunity to everybody.

سینیٹر محمد زاہد خان: ہم تو درخواست کر رہے ہیں کہ ہمیں دو منٹ دے دیں، حاجی صاحب، دو منٹ میں بات کر کے ختم کر دیں اور اس کے بعد ہم اپنے فیصلے کا اعلان کر دیں گے۔

جناب چیئرمین: محترمہ نسرین جلیل صاحبہ کے پاس floor ہے۔ جی۔

سینیٹر نسرین جلیل: جناب چیئرمین! آپ نے ruling دی ہے کہ اس بحث کے دوران کراچی میں Local Government کے حوالے سے جو Ordinance جاری ہوا ہے اس پر یہ اپنی تقریر کے دوران بات کرسکتے ہیں تو I don't see any reason کہ حاجی صاحب کو ابھی بولنا ضروری ہے۔ میں بات کر لوں، پھر آپ بات کریں۔

جناب چیئرمین: حاجی صاحب! تشریف رکھیں، آپ کو موقع دیں گے۔ حاجی صاحب، آپ ایوان کے تقدس کا خیال رکھیں I will give the opportunity to every political party representative over here. دیکھیں میں نے آپ کو floor دیا۔ آپ ضرور بات کریں۔ میں اس کے بعد آپ کو موقع دیتا ہوں۔ جی نسرین جلیل صاحبہ۔

سینیٹر نسرین جلیل: جناب چیئرمین! امن و امان کا مسئلہ ایک شہر، ایک صوبے کا نہیں بلکہ ہمارے پورے ملک کا مسئلہ ہے کیونکہ ہمارے ملک میں پہلے ہی غربت، افلاس، مہنگائی ہے، بجلی کا بحران ہے، صحت اور تعلیم کی سہولتیں نہیں ہیں۔ یقیناً امن و امان کا مسئلہ تو بنے گا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنی معیشت کو بہتر کریں، بہتر زندگی گزارنے کے مواقع دیں تاکہ انتہا پسندی کے رجحان کو روکا جاسکے۔ میرے قابل colleague نے یہاں پر Local Government Ordinance کے حوالے سے بات کی تو Local Government system بہت پہلے آجانا چاہیے تھا اور اگر Peoples Party اور MQM نے اس پر متفق ہونے پر چار سال لگا دیے تو میں سمجھتی ہوں کہ دیر آید درست آید کیونکہ عوام کو اس نظام کی انتہائی ضرورت ہے۔

جناب چیئرمین! 9/11 کے بعد سے پاکستان International War on Terror کا حصہ رہا اور ہمارا ملک افغانستان میں front line state ہے۔ افغانستان سے بھاگے ہوئے طالبان ہماری

democracyہماری معیشت پر اثر ڈال رہے ہیں لیکن جب پاکستان کے مقتدر ادارے خود ان کے وجود، ان کی موجودگی کو نظرانداز کر کے انہیں چھوٹ دے دیں چاہے وہ کوئٹہ میں کوئٹہ شوریٰ کی موجودگی ہو، جماعت الدعوۃ یا کوئی انتہاپسند تنظیم تو پھر وہی ہوتا ہے جو پاکستان میں آج ہورہا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی کوشش ہو کہ سیاسی جماعتوں کو cut to size کرنا ہے تو پھر جو target killings کراچی میں ہو رہی ہیں اس پر حیران نہ ہوں۔ کراچی میں اس کے علاوہ ڈکیتیاں، دکانداروں کو پرچیاں، مزاحمت کی صورت میں قتل، اغوا برائے تاوان کی وارداتیں یہ روز کا معمول ہے۔ پچھلے سال شیرشاہ جو کہ کراچی کی کباڑی مارکیٹ ہے وہاں پر بارہ افراد کو قتل کیا گیا۔ وہ قاتل جانے پہچانے تھے لیکن ان کی گرفتاریاں عمل میں نہ آئیں۔اسی طرح سے لیاری میں، رحمان ملک صاحب یہاں پر موجود ہیں، آپریشن کیا گیا، آپریشن کامیاب نہیں ہوا حالانکہ Lyari gang war criminals کو TV والے مستقل interview کر رہے تھے اور نتیجہ صفر نکلا۔ Rangers نے اس operation میں حصہ نہیں لیا۔Sir, you can call it willful failure of the State جان بوجھ کر ان کو چھوڑا گیا۔ کراچی کا MQM 85% mandate کے پاس ہے لیکن ہم بے بس ہیں۔ MQM کے Office bearers کارکن، آئے دن ان کا بہیمانہ قتل ہورہا ہے۔ دوسری طرف کراچی کے عام شہری اور دیگر سیاسی پارٹیوں کے کارکنان کو قتل کیا جارہا ہے۔ تاجر خوف زدہ ہیں capital fly کر رہا ہے، روزگار کے مواقع ختم ہورہے ہیں۔

جناب چیئرمین! میری التجا ہے کہ خدارا! اب تو killing کا switch off کر دیا جائے۔رحمان ملک صاحب! آپ سن رہے ہیں please convey it to the right quarters خدارا! اب تو killing کا switch off کر دیں ورنہ MQM کب تک عوام کو صبر کی تلقین کرتی رہے گی۔ Sir, I firmly believe that if the State wants to stop the killings that can do so but if delayed then no one would be able to control the situation. جہاں تک کراچی، گلگت بلتستان، بلوچستان میں فرقہ واریت کا تعلق ہے، میں مانتی ہوں کہ ہماری سرزمین پر proxy war لڑی جارہی ہے۔ بات یہ ہے کہ ہمارے مذہبی رہنما ان کے آلہ کار کیوں بنتے ہیں؟ ہوش کے ناخن لیں، معصوم عوام کو کیوں مروارہے ہیں۔

جناب چیئرمین! MQM نے پچھلے پچیس برس میں سندھ میں فرقہ وارانہ ہم آہنگی پر کام کیا اور ہر مذہبی تہوار چاہے وہ اہل تشیع کا دس محرم کا ہو یا ربیع الاوّل کے مہینے کا ہمارے MNAs

اور MPAs ہمیشہ ان کے ساتھ ہوتے تھے تاکہ ان کو محفوظ رکھا جاسکے۔ مگر آج ہم فرقہ واریت کا نشانہ بن رہے ہیں۔ قائد تحریک الطاف بھائی واحد لیڈر ہیں جنہوں نے ببانگ دہل شیعہ مسلک سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے بہیمانہ قتل کی مذمت کی، جنہوں نے غیر مسلموں کے خلاف امتیازی سلوک اور ظلم پر آواز اٹھائی، جو قائداعظم کے پاکستان کی بات کر رہے ہیں۔ ہم ایسا پاکستان چاہتے ہیں جہاں ہر مذہب، ہر مکتبہ فکر، ہر مسلک کے ماننے والے کو برابر کے حقوق حاصل ہوں۔

جناب چیئرمین! بلوچستان ہمارے سامنے ہے۔ کل چیف جسٹس کا بیان تھا کہ ہم آتش فشاں پر بیٹھے ہیں۔ بلوچستان میں سنی، شیعہ دونوں قتل ہو رہے ہیں۔ بلوچستان کے حالات پر ہر پاکستانی کو تشویش ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہم MQM کے نمائندے ہر سیاسی جماعت سے ملاقاتیں کرتے ہیں اور ان سے ایک ہی بات کی ہے کہ خدارا! ملک کو درپیش خطرات دیکھتے ہوئے سب مل کر بیٹھیں اور کوئی ایسا لائحہ عمل تیار کریں کہ ملک کو ان پریشانیوں سے نجات دلا سکیں اور اس میں سرفہرست بلوچستان ہے۔ مجھے یہ کہنے میں کوئی عار نہیں اور شرم و جھجک نہیں ہے کہ اگر ہم نے من حیث القوم دانشمندی کا مظاہرہ نہ کیا تو خدا نخواستہ خاکم بدہن بلوچستان پاکستان سے علیحدہ ہو جائے گا۔ اس سے پہلے ہم مشرقی پاکستان کھو چکے ہیں جس کے لیے ہمیں تاریخ کبھی معاف نہیں کرے گی۔ پالیسی ساز ادارے ہوش مندی کا مظاہرہ کریں چاہے وہ فوج ہو، Agencies ہوں یا حکومت، بلوچستان کے رہنماؤں کو اپنا سمجھے، افہام و تفہیم، مل بیٹھ کر مسائل کو حل کریں، بات چیت کے ذریعے یہ ممکن ہے۔ طاقت سے مسائل حل نہیں ہوتے۔ ہم اگر بھارت سے بات چیت کر سکتے ہیں تو بلوچی تو پھر ہمارے بھائی ہیں۔

جناب چیئرمین! بلوچستان کے ساتھ زیادتیوں کا سلسلہ ختم ہونا چاہیے، لیڈروں کے جائز مطالبات تسلیم کریں، اعتماد کا ماحول قائم کریں ایسا نہ ہو کہ بہت دیر ہو جائے۔ میری التجا ہے کہ خدارا! کم از کم ریاست کی جانب سے بلوچ نوجوانوں کا قتل بند کریں اور گرفتار کر کے، قتل کر کے مسخ شدہ لاشیں پھینکنے کا سلسلہ بند کر دیں۔

بلوچستان کے لوگوں میں پہلے ہی انتہا سے زیادہ احساسِ محرومی پایا جاتا ہے۔ Over the years ان کے خلاف متعدد operations کیے گئے۔ وہ بھی وقت تھا جب operation ہو رہا تھا اور بلوچ رہنما پہاڑوں پر چلے گئے۔ وہاں سے ان کو قرآنِ پاک پر ہاتھ رکھ کر واپس بلایا گیا کہ آئیں ہم آپ سے مذاکرات کرنا چاہتے ہیں، پھر ان کو چن چن کر مار دیا گیا۔ مشاہد حسین صاحب ایک پارلیمانی وفد لے کر بلوچستان گئے اور اپنی سفارشات مرتب کیں۔ پھر Peoples Party نے بلوچستان کے لیے ایک

special package announce کیا۔ جناب چیئرمین! ایک چیز میں ریکارڈ پر لانا چاہتی ہوں کہ جنرل مشرف کے دور میں قائدِ تحریک الطاف بھائی نے کوشش کی کہ بگٹیوں کے خلاف operation بند کروایا جائے۔ یہ 2006 کا واقعہ ہے۔ اس وقت شازین بگٹی سے طے تھا کہ fact finding committee جو کہ ڈاکٹر فاروق ستار کی سربراہی میں صحافیوں، NGOs کے نمائندوں اور دانشوروں کے ساتھ کوئٹہ پہنچے گی جس کو لے کر وہ ڈیرہ بگٹی جائیں گے۔ عین وقت پر سینیٹر شاہد بگٹی نے الطاف بھائی کو فون کر کے کہا کہ ڈیرہ بگٹی کے عوام نہیں چاہتے کہ MQM بلوچستان آئے۔ اس وقت الطاف بھائی نے ان سے کہا کہ کیا آپ نواب اکبر بگٹی کے ساتھ ہیں یا کسی اور کے ایجنڈے پر کام کر رہے ہیں۔ MQM کے جانے سے بلوچستان میں ہونے والی زیادتیاں highlight ہوتیں اور دنیا کا دباؤ ہوتا اور شاید انجامِ گلستان مختلف ہوتا۔

جناب چیئرمین! بلوچ nationalists کی جانب سے ethnic cleansing تو ہو ہی رہی تھی، پاکستان سے علیحدگی کی بات ہو ہی رہی ہے مگر اب وہاں sectarian killings نے بلوچستان کے مسئلے کو مزید پیچیدہ کر دیا ہے جو کہ شاید جان بوجھ کر کروایا جا رہا ہے۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جناب حاجی عدیل صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ میں نے جیسے عرض کیا مجھے اگر اس وقت موقع دیا جاتا تو میرے دوسرے ساتھی بات نہ کرتے۔ اب میرے دوسرے ساتھی بات کریں گے جبکہ میں آخر میں بات کروں گا۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی عبدالنبی بنگش صاحب۔ ایک گزارش ہے کہ under the rules, time limit دس منٹ ہے۔ یہ بات ذرا ذہن میں رکھیں۔

سینیٹر عبدالنبی بنگش: شکریہ جناب چیئرمین! میں انشاءاللہ، دس منٹ سے پہلے اپنی بات ختم کر دوں گا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس وقت پورا ملک law and order situation سے دوچار ہے۔ پختونخوا، فاٹا، کراچی، even پنجاب میں بھی یہ مسئلہ موجود ہے جبکہ بلوچستان کا مسئلہ بہت sensitive بھی ہے اور گھمبیر بھی ہے۔

جو کچھ ہمارے ساتھ اس وقت کراچی میں ہو رہا ہے اُس کے متعلق ہمارے معزز بھائی، ANP کے صدر اور سینیٹر جناب شاہی سید صاحب نے تفصیلاً بتایا ہے۔ آج جو لوگ بلوچستان کے حالات پر مگر

مچھ کے آنسو بہا رہے ہیں، وہ اکبر بگٹی صاحب کی شہادت کے وقت بھی اقتدار میں تھے اور میں کہتا ہوں کہ اس کی شہادت میں برابر کے شریک بھی تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس دن میں دیکھ رہا تھا کہ ڈاکٹر عبدالقدیر خان جس نے اس ملک کو بڑی عزت و توقیر دی اور ہمیں nuclear power بنایا، اس کے بارے میں بھی کہا جارہا تھا کہ اس کے ساتھ بڑا ظلم ہوا ہے اور ہماری قوم کی بےعزتی ہوئی ہے لیکن وہ بھی انہی کے دورِ اقتدار میں ہوا۔ ان کی خواہش کے مطابق ہوا اور ان کی منشا اس میں شامل تھی۔ تیسرا واقعہ، لال مسجد پر جو چڑھائی ہوئی، معصوم بچے شہید کیے گئے، اس پر بھی اب اشک شوئی کی جا رہی ہے لیکن اس قوم کا حافظہ اتنا کمزور نہیں ہے۔ وہ سب سمجھتے ہیں۔

جناب چیئرمین! ہم صدرِ پاکستان جناب آصف علی زرداری صاحب کے اور Peoples Party، دوسرے ساتھیوں اور پوری پارلیمنٹ کے مشکور ہیں کہ انہوں نے ہمیں شناخت دی۔ اس کے ساتھ ساتھ provincial autonomy دی گئی جو ہمارا اور پورے پاکستان کا ایک بہت پرانا مسئلہ تھا لیکن خصوصاً ANP کے لیے اس کی بہت اہمیت تھی۔ ہمارے تمام اکابرین نے اس کے لیے جیلیں کاٹیں اور بہت ساری قربانیاں دیں۔ ساتھ میں NFC Award بھی ہوا۔ کافی اچھی چیزیں ہوئیں۔ اٹھارھویں، انیسویں اور بیسویں ترامیم، تینوں unanimously منظور ہوئیں لیکن بڑے افسوس کے ساتھ ہمیں یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ کراچی میں ایک مخصوص انداز اختیار کیا گیا جو کہ نہایت ہی قابلِ افسوس ہے۔ اتحادی کو چھوڑیں، پارلیمنٹ کو چھوڑیں، Media تک کو آخر تک خبر نہیں ہوئی کہ اندر ہو کیا رہا ہے۔ میں اسے special treatment کہوں گا۔ It is just black-mailing اور blackmail بھی وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے اپنے کوئی عزائم ہوتے ہیں۔ It is not reconciliation. یہ مکمل طور پر وہ مصلحت پسندی ہے جو اپنے ہی سیاسی مقاصد کو پورا کرنے کے لیے کی جاتی ہے۔ یہ ملک و قوم کے لیے ٹھیک نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! میں کہتا ہوں کہ اس فیصلے کے بعد، اللہ نہ کرے لیکن آپ دیکھیں گے کہ اس کا reaction سندھ میں ہو گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس حرکت سے آپ نے ایک لکیر کھینچ دی۔ آپ کراچی، حیدرآباد، لاڑکانہ، سکھر اور میرپورخاص میں ایک system لا رہے ہیں اور باقی ماندہ صوبے میں دوسرا system ہو گا۔ What message are you giving to the nation and especially to the Sindhi nationalists? آپ نے ایک لکیر کھینچ دی اس چیز کی جس کے بارے میں ہم وقتاً فوقتاً سنتے چلے آ رہے ہیں۔ یہ ایک clear-cut message ہے۔ میرے خیال

میں یہاں بیٹھا ہوا کوئی بھی محبّ وطن پاکستانی اور اس کے ساتھ سندھ میں رہنے والا کسی بھی قوم کا فرد اس فیصلے کو برداشت نہیں کرسکے گا۔ سندھی تو کبھی نہیں چاہیں گے جبکہ ہم بھی ان کے ساتھ ہوں گے۔

جناب چیئرمین! ہم کسی صورت میں سندھ کو تقسیم نہیں ہونے دیں گے۔ یہ کسی صورت ہم نہیں ہونے دیں گے۔ ہمیں پتا ہے کہ لوگوں کے کیا عزائم ہیں لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس سازش میں آج Peoples Party بھی ان کے ساتھ شریک ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ Peoples Party ایک national party ہے لیکن وہ base کرتی ہے interior Sindh میں اور وہیں سے ان کی قیادت کا تعلق ہے۔ اس کو کسی صورت میں قبول نہ کیا جائے چاہے اقتدار چلا جائے۔ اقتدار جائے گا اور کیا ہوسکتا ہے۔ یہ چیزیں تو چلتی رہتی ہیں۔ جناب چیئرمین! Peoples Party کے لوگ کبھی حزبِ اختلاف میں رہے ہیں، کبھی جیلوں میں بھی رہے ہیں لیکن آپ کا نام زندہ رہا، کیوں؟ اس لیے کہ آپ لوگوں نے بنیادی چیزوں پر کبھی compromise نہیں کیا۔ اسی طرح ہماری پارٹی نے جہد مسلسل کی۔ ایک سو سالہ تاریخ ہے لیکن اپنے principles کو نہیں چھوڑا۔ آج آپ اپنے بنیادی نظریے سے انحراف کر رہے ہیں اور ایک چھوٹے سے مقصد کے حصول کے لیے بہت بڑا نقصان کر رہے ہیں۔ میرے خیال میں یہ ایک بوٹی کے لیے بکرا ذبح کرنے والی بات ہے۔

جناب چیئرمین! اگر حکومت یا Peoples Party اتنی مجبور ہے تو کم از کم ہمیں کہہ دے کہ جناب! آپ لوگوں کے ساتھ ہماری راہ و رسم مزید نہیں چل سکتی۔ ان کو پتا ہے کہ اس معاملے میں ہمارے بہت شدید concerns ہیں اور انہیں یہ بھی علم ہے کہ اس معاملے پر ہمارا reaction کیا ہو گا۔ وہ تو خیر ہمارے پارلیمانی لیڈر اور ہمارے Acting President جناب حاجی عدیل صاحب یہاں تشریف فرما ہیں، وہ اس بات کو conclude کریں گے لیکن جناب چیئرمین! میں اتنا ضرور کہوں گا کہ یہ جو فیصلہ ہوا ہے، اس کو کوئی بھی محب وطن پاکستانی برداشت نہیں کرسکے گا۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: سید مظفر حسین شاہ صاحب۔

سینیٹر سید مظفر حسین شاہ: شکریہ، جناب چیئرمین! میں پہلے جو Local Government Ordinance issue ہوا ہے، اس پر تھوڑی سی گزارشات کروں گا۔ ہمیں اس پر یہ تحفظات ہیں۔ ایک جمہوری حکومت میں ہم عرصہ دراز سے یہی کہتے آئے ہیں کہ قانون سازی پارلیمنٹ

اور صوبائی اسمبلیوں کے ذریعے ہونی چاہیے۔ تمام سیاسی قوتوں نے legislation through ordinance کی مخالفت کی ہے۔ اس وقت کی صورت حال میں ایک بہت اہم قانون جس کا براہ راست تعلق Local Government سے ہے، gross root کے مطالبات اور ترقی سے ہے، اسے جلد بازی میں ایک ordinance کی شکل میں پیش کرنا جمہوری اصولوں کے منافی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم اس حکومت کے اتحادی ہیں، ہماری رائے ہے کہ اس اہم مسئلے پر اتحادی قوتوں کو اعتماد میں لینا چاہیے تھا چونکہ local bodies کے الیکشن دس پندرہ دنوں کے عرصے میں تو ہونے نہیں ہیں، ان میں وقت لگے گا۔ بجائے اسے ایک ordinance کی شکل میں نافذ کیا جائے اور جمہوری تقاضوں کی بھی یہی demand تھی کہ آپ اسے Bill کی شکل میں لاتے تو اُس صورت میں آپ کے جتنے بھی دوست ہیں، جنہیں اعتراضات ہوتے، وہ ترامیم پیش کرتے اور بالآخر آپ کا Bill آخری شکل میں آتا وہ تمام کی تمام سیاسی قوتوں کو قابل قبول ہوتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے صوبہ سندھ میں divisive forces بڑھ جائیں گی خاص طور پر دیہی اور شہری علاقوں میں فرق یا cleavage کو heal کرنے میں اس ordinance سے کوئی مدد نہیں ملے گی۔ کل بھی کراچی میں ہمارا مؤقف یہ تھا اور سینیٹ میں بھی میں پاکستان مسلم لیگ (ف) کی جانب سے کہنا چاہتا ہوں کہ ہم ordinance کے ذریعے legislation کی مخالفت کرتے ہیں اور ہماری یہ رائے ہے کہ اس ترمیم یا قانون کو Bill کی شکل میں صوبائی اسمبلی میں لانا چاہیے تھا، پھر اسے Standing Committee کے پاس جانا چاہیے تھا اور Standing Committee کی سفارشات صوبائی اسمبلی میں آنی چاہییں تھیں، جمہوری تقاضے یہی demand کرتے ہیں۔ اس کے بعد تمام سیاسی جماعتیں جن کی نمائندگی اسمبلی میں ہے، انہیں پورا موقع ملنا چاہیے تھا کہ اس draft Bill میں ترامیم پیش کریں، اس کے بعد جو Bill منظور ہوتا وہ تمام سیاسی قوتوں کو قابل قبول ہوتا۔

جناب چیئرمین! جہاں تک law and order کا تعلق ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ پچھلے اجلاس میں بھی بلوچستان کے مسئلے پر طویل بحث ہوئی۔ مشہدی صاحب نے یہاں پھر ایک تحریک پیش کر دی کہ سارے ملک میں اور بالخصوص کراچی، گلگت بلتستان میں امن و امان کی جو صورت حال ہے، اس پر بحث کی جائے۔ جناب والا! میری گزارش ہے کہ ہمارے ہاں بیشتر دوستوں نے نشاندہی تو کر دی ہے، جیسے بلوچستان کی صورت حال پر ہمارے دوستوں نے اس بات کی نشاندہی کی کہ امن و امان کے نقطہ نگاہ سے کیا کوتاہیاں اور کمزوریاں ہیں؟ اب مسئلہ یہ ہے کہ نشاندہی تو ہو رہی ہے لیکن ان

مسائل کو حل کرنے کے لیے کیا اقدامات کیے گئے ہیں؟ میں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ 54–1953 میں جب پنجاب میں فرقہ ورانہ فسادات ہوئے تھے تو ایک منیر کمیشن بنایا گیا تھا۔

The Munir Commission recommendations are famous recommendations in relation to sectarian killings to creating an environment which is conducive for all sects in Pakistan to live in peace and harmony. I think the government should seriously consider constituting a judicial commission which should hear the political parties, identify the main causatives for deterioration of law and order with the specific reference that which are the forces responsible for sectarian killings and what long term and short term measures should be taken to address them?

کیونکہ یہ مباحثے اور debates قومی اسمبلی اور سینیٹ میں دو سالوں سے ہو رہے ہیں۔

I think now the responsibility basically is that do we have the political will to address difficult issues in this country? I think leadership demands that should be able to be in a position to provide that leadership, that vision and that political leadership. Mr. Mashhadi talked about the speech of the Quaid−e−Azam on the 11th August, 1947. Sir, from the 11th August, 1947 to the 7th September, 2012 a lot of water has flown under the bridge. The Pakistan that was envisaged by the founder of Pakistan had undergone a radical change. The Objective Resolution and the sixty years that have passed by we need to look at hind sight that what are the reasons? There was no sectarian killing in 1947, 1948 and 1949. The Muslims throughout India migrated to the *Mumlikat−e−Khudadad−e−Pakistan* and the concept was that this would be the homeland for the '*Musalmans*' where there would be justice and equality for everybody. The Quaid−e−Azam speech on 11th August, 1947 is a reflection of what his vision of contemporary Pakistan should be. Have we taken step to implement that vision or have we

deviated from that vision? If we deviated from that vision what do we need to do, what should Pakistan's political forces need to do to bring us back on the track of what the vision of the founding fathers of Pakistan was?

Sir, I would say that in Karachi postings and transfers of public functionaries, especially police officers, civil servants should be made exclusively on merit basis. Whenever you have been able to catch a culprit I think that no one should be allowed to influence the investigation. If you can show that political will in Karachi you can bring about normalcy in Karachi. Today Karachi's provincial government is represented by the Peoples Party, MQM, ANP, PML (F), PML (Q), all the political forces are represented in the government. What is this that you can't control law and order? I think the weakness basically is that the process of the rule of law is not being allowed to take its own course. So, what is the need in Karachi basically is to show political will to enforce the due process of law.

Mr. Chairman, As far as sectarian killings is concerned, Balochistan and Gilgit-Baltistan it is an irony and unfortunate that the country that was made in the name of '*Muslaman*', it is ironical to see muslim killing muslim today. I think it is essential that the government basically take steps to be in a position to identify forces which are responsible because we keep on hearing talks about conspiracies

کہ جی سازشیں ہو رہی ہیں، بھئی ان سازشوں کو بھی کوئی نہ کوئی control تو کرے گا۔ ان سازشوں کو روکنے کی ذمہ داری کس کی ہے؟

Who will control? After all it is the state that has to take action to counter and address these conspiracies. Who are these conspirators? Have any of these conspirators been caught? What is

the difficulty being in a position to find out who the conspirators are? Sir, these are big question marks and these question marks have to be addressed today or tomorrow, sooner or later, if you want law and order then you must enforce the due process of law. You must bring about the enforcement of the Constitution and its law enforcement irrespective of any discrimination.

Mr. Chairman, These are my submissions as far as the Minister for Interior is here, we have heard him before also but what are the concrete measures that the government is contemplating to address these issues? Thank you.

جناب چیئرمین: شکریہ، مولانا عبدالغفور حیدری صاحب۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ، جناب چیئرمین! امن و امان کے حوالے سے بات ہورہی ہے اور اس میں بلوچستان کا ذکر بھی نمایاں طور پر کیا گیا ہے۔ کراچی، گلگت، بلتستان، عرصہ ہوا ہم مسلسل سینیٹ کی ان دیواروں سے باتیں کررہے ہوتے ہیں۔ وزیر داخلہ صاحب جن کا مجھے بے حد احترام ہے لیکن انہوں نے کبھی اس مسئلے کا حل پیش نہیں کیا، کبھی بھی اس مسئلے کو حل کرنے کی طرف کوئی ایسا اقدام سامنے نہیں آیا کہ ہم سمجھیں کہ اب کراچی کا مسئلہ حل ہونے کو جارہا ہے۔ گلگت، بلتستان کا مسئلہ بہتر ہورہا ہے۔ بلوچستان میں عرصہ پانچ سال سے مسلسل مسخ شدہ لاشیں، اغوا نما گرفتاریاں، اغوا برائے تاوان، target killings یہ ساری چیزیں مسلسل ہورہی ہیں اور ان میں مسلسل اضافہ ہورہا ہے۔ وزیر داخلہ جب یہاں بیان دیتے ہیں تو الزامات کی بوچھاڑ کردیتے ہیں۔ ٹھیک ہے ان کے علم میں ایسی باتیں ضرور ہوں گی لیکن کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے جس کا کوئی حل موجود نہ ہو۔ عام طور کوئی ایسی بیماری نہیں جس کا کوئی علاج نہ ہو۔ ہم مرض کی نشاندہی تو کرتے ہیں لیکن اس کے علاج کے لئے بہتر تدابیر ہمارے پاس نہیں ہوتیں۔ ہم نے بارہا یہ گزارش کی ہے کہ بلوچستان میں امن و امان کو بحال کرنے کے لئے جس طرف وہ اشارہ کرتے ہیں، سب سے پہلے اقدام کے طور پر مسخ شدہ لاشوں کا سلسلہ بند ہونا چاہیے۔ اغوا نما گرفتاریوں کا سلسلہ بند ہونا چاہیے۔ یہاں تک کہ اغوا برائے تاوان، میں الزام لگاتا ہوں کہ میرے پاس بہت سے ثبوت موجود ہیں کہ اس میں بھی ہمارے کچھ ادارے ملوث ہیں جن کی سرپرستی میں بہت سارے گروپ بلوچستان میں موجود ہیں۔ ان کی باقاعدہ

سرپرستی کی جاتی ہے۔ رات کو ان کو اپنے Headquarters میں بلایا جاتا ہے اور ان سے پوچھا جاتا ہے کہ آپ نے کیا کمایا ہے اور ہمارا حصہ کتنا بنتا ہے۔

جناب چیئرمین! رمضان المبارک کے آخری ایام میں قلات میں میرے بھتیجے کے گھر پر FC نے پولیس کی رہنمائی میں اور وہ لوگ جن کو انہوں نے گروپ کی شکل میں اسلحہ فراہم کیا، ان کی نشان دہی پر ذاتی دشمنی کی بنا پر چھاپہ مارا گیا۔ جتنا بھی گھر میں سونا تھا وہ بھی اٹھا لیا، وزیر داخلہ صاحب نوٹ فرمالیں، وہ جا رہے ہیں۔ جتنا پیسا گھر میں تھا گھر کے خرچ کے لئے وہ بھی انہوں نے اٹھا لیا۔ دو تین موٹر سائیکلیں تھیں وہ بھی اٹھالیں۔ ایک گاڑی تھی وہ بھی اٹھالی، کاغذات بھی تھے اور ان کو بتایا گیا تھا کہ یہاں بہت بڑا اسلحہ کا ذخیرہ ہے، کچھ بھی نہیں ملا۔ اس گھر کے پانچ چھ لڑکے انہوں نے اٹھا لیے جن کا بوڑھا والد بیچارہ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ چار لڑکے چھوڑ دیے اور پانچویں کو اپنے ساتھ لے گئے۔ شکر ہے کہ اس کو قتل نہیں کیا، کوئی چیز ان کو ملی نہیں۔ تشدد کے بعد اس کو سڑک پر پھینک دیا گیا تھا جہاں سے وہ بےچارہ گھر پہنچا۔ اب اسے کہا گیا ہے کہ آپ نے لب کشائی نہیں کرنی اور سارا مال اور وہ ساری چیزیں چلی گئیں۔ کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ اگر کوئی زبان کھولتا ہے تو دوسرے دن اس کے گھر حملہ کیا جاتا ہے، چھاپہ مارا جاتا ہے کہ آپ نے صحیح بات کیوں کی۔ جناب چیئرمین! یہ میں نے ایک واقعہ پیش کیا ہے لیکن اس طرح کے درجنوں، سینکڑوں واقعات بھی پیش کیے جاسکتے ہیں جو بالکل بلاجواز اور ناحق ہیں۔ اب مجھ جیسے آدمی کے ساتھ بھی اس طرح ہوتا ہے اور مجھ جیسے بہت سارے لوگوں کے ساتھ ہوا ہے۔ اب FC سے کون پوچھے کہ آپ نے یہاں سے زیورات اٹھالئے، پیسے اٹھالئے، کون پوچھ سکتا ہے؟

اسی طرح جناب عالی! کوئٹہ میں، کراچی میں ہو رہا ہے اور پھر بدقسمتی یہ ہے، میں اس بات سے انکار نہیں کرتا کہ مذہبی فرقہ واریت کی بنیاد پر بھی ٹارگٹ کلنگ ہوتی ہیں کوئٹہ، کراچی اور گلگت میں بھی لیکن کیا کراچی میں جو کچھ ہو رہا ہے اس سارے کے سارے کا base مذہب ہے؟ جہاں Land Mafia, Drug Mafia بھتہ خوری موجود ہے، کیا یہ سارا کچھ مذہبی بنیاد پر ہو رہا ہے؟ اس میں تھوڑا یہ دیکھنا چاہیے کہ یہ ایسے لوگ ہیں جن کے ساتھ کسی کی ہمدردیاں نہیں ہیں، ہم نے با رہا یہاں پر اس قسم کے واقعات کو condemn کیا ہے لہٰذا اگر ایک فرد کا کردار غلط ہے، میں مسلمان ہوں میرا کوئی عمل غلط ہے تو اس کو مذہب سے تعبیر کرنا، اس کو اسلام سے تعبیر کرنا غلط ہے جس کا قطعاً کوئی جواز نہیں ہوتا۔ اگر کوئی عیسائی ایسا کرتا ہے یا اوباما یا اس کے پیش رو نے کہیں

مسلمانوں سے زیادتی کی ہے تو کیااس کو ہم عیسائیت سے تعبیر کریں کیونکہ وہ عیسائی ہے۔ میرے خیال میں اس کا بھی کوئی جواز نہیں بنتا۔ جس کسی نے کیا ہے اس کا اپنا کردار ہے جو وہ کسی دشمنی میں یا کسی بد دیانتی میں کر رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کی گفتگو میں بھی ذرا احتیاط ہونی چاہیے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: آخری گزارش، بلوچستان کے حوالے سے اس طرح مختصر وقت میں نہیں بلکہ سیر حاصل بحث ہونی چاہیے یا جیسا کہ وزیر داخلہ صاحب نے کہا تھا کہ ہم ایک in camera briefing رکھنا چاہتے ہیں۔ بہت سارے مسائل ہیں جو ہم یہاں بیان نہیں کر سکتے۔ میں اس کی بھی تائید کرتا ہوں کہ وہ ہونی چاہیے۔ اور آخری گزارش، جو بلدیاتی نظام کے حوالے سے سندھ میں رات کے اندھیرے میں ایک Ordinance آیا ہے میں اسے condemn کرتا ہوں۔ ایسا میں اس لیے بھی کرتا ہوں کہ Ordinance کے ذریعے قانون سازی کا معنی یہ ہے کہ یہ ایسا قانون ہے، یہ ایسا فیصلہ ہے جس کو عوامی حمایت حاصل نہیں ہے۔ جسے عوامی حمایت حاصل نہ ہو، جسے اتحادیوں کی حمایت حاصل نہ ہو، پھر ایک صوبے میں دو نظام، عجیب سا لگے گا۔ اس لیے ہمارے دوستوں کو ہوش کے ناخن لینے چاہییں۔ یہ عوامی فیصلے ہوتے ہیں، یہ ملکی فیصلے ہوتے ہیں، یہ صوبے کے عوام کے دل کو جیتنے کے فیصلے ہوتے ہیں اور ہونے چاہییں۔ ایسے فیصلے رات کی تاریکی میں کر کے تمام لوگوں کے جذبات کو بلڈوز کرنا کسی طرح بھی مناسب نہیں۔ آپ کا شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ، جناب حاجی عدیل صاحب اور اس کے بعد سینیٹر کلثوم پروین صاحبہ۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! میں مشکور ہوں۔ میرے ساتھیوں نے کچھ باتیں کی ہیں۔ موضوع law and order کا تھا لیکن جب رات کے اندھیرے میں سازشوں کے نتیجے میں آرڈیننس آئیں اور اپنے اتحادیوں سے پوچھا بھی نہ جائے تو یقیناً موضوع بدل جاتا ہے۔

جناب چیئرمین! گزشتہ 72 گھنٹے سے ہم Media کی طرف دیکھتے ہیں تو ہمیں لگتا ہے کہ سندھ میں سندھیوں کے خلاف گورنر House اور وزیر اعلیٰ House میں ایک سازش ہو رہی ہے۔ جناب چیئرمین! عجیب بات یہ ہے کہ مشرف کے سسٹم کو قوم نے reject کیا ہے، پنجاب نے reject کیا، بلوچستان اور خیبر پختونخوا نے بھی reject کیا ہے۔ سندھ میں بھی اسے ختم کر دیا گیا

لیکن اس کے بعد پھر ایک اور Ordinance آیا پھر اسے ختم کیا گیا بلکہ جب مشرف کے Local Government کے سسٹم کو ختم کیا گیا تو وہ معاملہ اسمبلی میں لایا گیا اور اسمبلی میں وہ پاس ہوا لیکن اس کے بعد ایک Ordinance آیا پھر اسے بھی ختم کیا گیا۔ ایسا لگتا ہے کہ Pakistan Peoples Party سندھ میں فیصلہ کرنے کی قوت میں نہیں ہے۔ اسلام آباد میں تو Pakistan Peoples Party بڑی قوت کے ساتھ اپنے فیصلے نافذ کر رہی ہے اور اچھا کر رہی ہے۔ National Finance Commission کے حوالے سے ہو یا آئین میں ترامیم کے حوالے سے ہو لیکن جب وہ سندھ جاتی ہے تو ایسا لگتا ہے کہ وہ مفلوج ہو جاتی ہے اور اس نے خود اپنے ساتھیوں کی قربانی سندھ میں دی ہے۔ شروع میں نبیل گبول کی قربانی دی ہے۔ ان کو sideline کیا گیا۔ پھر فیصل رضا عابدی اس وقت کراچی کی politics میں فعال کردار تھا ان کو ہٹا دیا گیا۔ ڈاکٹر ذوالفقار جو کہ Interior Minister تھے اس کو منظر سے ہٹا دیا گیا۔ دیکھیں عبدالقادر پٹیل نے ایک دن بیان دیا ہے کہ ہمارے اتنے سو ساتھیوں کو قتل کیا گیا ہے اور پارٹی پر الزام لگایا تو اس کو خاموش کرا دیا گیا۔

(مداخلت)

سینیٹر حاجی محمد عدیل: آپ اپنی باری پر بولیں۔ اگر آپ اپنی پارٹی کے اندر نہیں بول سکتے تو ہمیں تو بولنے دیں۔ عبدالقادر پٹیل نے ابھی کچھ دن پہلے بیان دیا تھا جو کہ کراچی کا ضلعی صدر ہے کہ ہمارے اتنے اتحادیوں کا قتل کیا گیا ہے اور فلاں پارٹی نے یہ قتل کیے ہیں۔ اس کو بھی خاموش کر دیا گیا۔ اس کو سیاسی طور پر قتل کر دیا گیا۔

جناب چیئرمین! ہم جب کسی کا ساتھ دیتے ہیں تو ایمانداری سے ساتھ دیتے ہیں۔ ہم blackmail نہیں کرتے کہ چار سال کے اندر پانچ دفعہ ہم blackmail کریں کہ ہم جا رہے ہیں اور ہم چھوڑ رہے ہیں۔ ہم جب ساتھ دیتے ہیں تو ایمانداری سے دیتے ہیں اور جب چھوڑتے ہیں تو ایمانداری سے کہتے ہیں کہ ہم جا رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! جب سارے پاکستان میں مشرف کے بلدیاتی نظام کو ختم کیا جا رہا ہے یا ختم کیا جا چکا ہے تو کراچی میں ایک سازش کے تحت سندھ کے لیے کچھ عجیب و غریب قسم کا نظام آیا کہ کراچی، حیدر آباد اور سکھر میں تو ایک ہی نظام ہو گا، میئر اور ڈپٹی میئر ہوں گے اور باقی سندھ میں دوسرا نظام ہو گا۔ بجائے اس کے کہ کراچی میں 5 districts ہیں ان کو بحال کیا جائے۔ 18 towns بنا

دیے جائیں گے۔ چار ہم لے لیں گے باقی آپ لے لیں۔ حیدر آباد جو اکٹھا تھا اس کو الگ کر دیا گیا یعنی شہری اور دیہی کو الگ الگ کر دیا گیا۔ ان حالات میں سندھ کی حکومت کی حد تک جس میں ہم سے پوچھا نہ جائے اور جب دوسرے اتحادیوں سے پوچھا نہ جائے۔ ابھی محترم بتا رہے تھے کہ ایک قائد مسلم لیگ (فنکشنل) ہے اس سے بھی نہیں پوچھا گیا ہے۔ وہ بھی اس فیصلے کے خلاف ہیں جو رات کے اندھیروں میں ہوا ہے، انہوں نے بھی بات کی ہے۔ آخر صوبائی اسمبلی کس لیے ہے۔ آپ وہ Bill لائیں اور اس پر debate کریں، آپ Ordinance کیوں لاتے ہیں۔ جناب چیئرمین! جب بھی ہم صدر صاحب سے ملے ہیں تو انہوں نے ہمیں یقین دلایا، ہمارے سندھ کے صدر بھی ان سے ملے ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ ایسی کوئی بات نہ ہو گی جس میں اپنے دوسرے اتحادیوں اور سندھ کے عوام کو اعتماد میں نہ لیا جائے۔ آج اس فیصلے کے خلاف سارا سندھ کھڑا ہے۔ آج سندھ کی قوم پرست جماعتیں، سندھ کی وہ جماعتیں جو صوبائی اسمبلی اور پارلیمنٹ کے اندر ہیں اور وہ جماعتیں جو پارلیمنٹ سے باہر ہیں وہ سب اس فیصلے کے خلاف ہیں۔ خود Pakistan Peoples Party کے بہت سارے لوگ چانڈیو صاحب بھی ان میں شامل ہوں گے وہ اس فیصلے کے خلاف ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ Local Bodies Ordinance واپس لیا جائے۔ اگر آپ واپس نہیں لے سکتے ہیں تو آج صبح ہماری پارٹی کی میٹنگ ہوئی، ہم نے اپنے قائد سے بھی مشورہ کیا، ہم نے فیصلہ کیا ہے اور ہم نے اپنے اکلوتے وزیر کو حکم دیا کہ آج کے بعد وہ دفتر نہ جائے۔ یہ صبح کا فیصلہ تھا اور اس وقت میں اعلان کر رہا ہوں اسی ایوان سے کہ ہمارا وزیر سندھ کی کابینہ سے ابھی مستعفی ہو جائیں گے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

اس وقت قومی اسمبلی میں بھی ہمارے ساتھی یقیناً یہی بات کر رہے ہوں گے جو بات ہم یہاں کر رہے ہیں کہ ہم قومی اسمبلی اور سینیٹ کے ان sessions کا boycott کر رہے ہیں، چاہے آپ session extend کریں یا نہ کریں، 17 تاریخ کو آپ طلب کریں یا نہ کریں۔ قومی اسمبلی کا اجلاس سنا ہے 21 تاریخ تک ہے۔ ہم اس کا بھی boycott کریں گے۔ پارلیمنٹ کے دونوں sessions کا boycott کریں گے۔ سندھ میں ہمارا وزیر وزارت سے استعفیٰ دے دے گا۔ اس کے باوجود بھی اگر اس Local Government کے سیاہ قانون اور سیاہ Ordinance کو واپس نہ لیا گیا تو شاید ہم اس سے بھی ایک قدم اور آگے بڑھ کر اپنے احتجاج کا رخ موڑیں گے اور اس کو ایک نیا رخ دیں گے۔ جناب چیئرمین! ہم نے نہایت ایمانداری کے ساتھ Pakistan Peoples Party

سے تعاون کیا ہے لیکن اگر Pakistan Peoples Party کی کچھ مجبوریاں ہیں اور اس بات پر تلی ہوئی ہے کہ کراچی کو جناح پور بنا دیں گے لیکن ہم جناح پور کے اس پروگرام میں نہ Peoples Party کا ساتھ دیں گے نہ کسی اور پارٹی کا ساتھ دیں گے۔ ہم اس گناہ میں شریک نہیں ہوں گے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب چیئرمین: کلثوم پروین صاحبہ۔

(اس موقع پر عوامی نیشنل پارٹی کے اراکین بمعہ محمد ہمایوں خان walk out کر گئے)

سینیٹر کلثوم پروین: شکریہ، جناب چیئرمین! سب سے پہلے جو لوگ walk out کر گئے ہیں میں Leader of the House سے کہوں گی کہ وہ ان کو منا کر لائیں کیونکہ وہ حکمران پارٹی کا حصہ ہیں اور ابھی تک میرے خیال میں سینیٹ سے اس قسم کی آواز بلند نہیں ہوئی اور ان کو جانا نہیں چاہیے تھا۔ بلوچستان کے معاملے پر بات ہو رہی ہے اور یہ ضرور سننی چاہیے۔ جب ہم سب کی بات سنتے ہیں تو ہماری بات کو بھی تحمل اور بردباری سے سننا چاہیے۔ بے شک walk out کرنا ان کا حق بنتا ہے وہ ضرور کریں مگر چاروں صوبے ایک بھائی کی حیثیت رکھتے ہیں اور ایک وہ بھائی جو کہ نہایت ہی دردمندانہ اپیل کر رہا ہے کہ بھائی میری بھی بات سنی جائے۔ جناب چیئرمین! کل آپ موجود نہیں تھے۔ میں ایک بات کی وضاحت کر دوں۔ میرا کل walk out قطعاً وزیر داخلہ کے لیے نہیں تھا۔ میرا walk out جو آپ کے ساتھ طے پایا تھا اور جو ایجنڈے کے تیسرے نمبر پر ہے کہ ہم بلوچستان کے مسئلے پر جمعرات اور جمعہ دونوں دن بحث کریں مگر جمعرات کا دن بھی question hour میں گزر گیا۔ مزے کی بات ہے کہ ایک گھنٹہ question hour کا ہے۔ اس کے بعد points of order ہیں۔ آپ کو پتا ہے کہ ساڑھے آٹھ بجے کے بعد کوئی ایسا time نہیں ہے کہ ہم اتنے اہم مسئلے کو اتنا easy لیں۔ تو میں نے اس مسئلے کو time نہ دینے پر احتجاج کیا تھا۔ قطعاً میرا رحمٰن ملک سے کوئی اختلاف نہیں۔ میں نے تو یہ بھی کہا کہ notes لینے کے لیے کوئی بھی بیٹھا رہے، جب wind up speech کریں تو کہیں جو کہنا چاہیں۔ وہ بار بار کہہ رہے ہیں کہ in camera session میں ان کی بات سنی جائے، میرے خیال میں سب سے پہلے جب اگلا اجلاس ہوتا ہے تو in camera ہم ملک صاحب سے ان کی بات سن لیں کیونکہ وہ بار بار یہاں request کر چکے ہیں تو کیا بات ہے کہ ہم ان کو in camera time نہیں دے رہے۔ میرے خیال میں یہ بھی زیادتی ہے کہ ہم ان کی بات نہ سنیں۔

جناب چیئرمین! ہم بلوچستان کی بات کر رہے ہیں، بلوچستان کے حالات کی، میں نے اسی لیے کہا تھا کہ اس کے لیے ہمیں بہت وقت چاہیے ہو گا، آپ کی مہربانی آپ نے وقت دیا۔ جناب چیئرمین! بلوچستان اس وقت خون میں نہایا ہوا ہے۔ اگست سے لے کر آج تک 117 لوگ مارے جا چکے ہیں، یہ تاثر غلط ہے، ہزارہ کمیونٹی کے لوگ بے شک مارے گئے ہیں، وہ زیادتی ہے، مذہب کے نام پر کچھ بھی ہو لیکن میرے اپنے علاقے کا اگر اخبار منگوا لیں، ٹی وی کی clipping دیکھ لیں، فیصل ٹاؤن میں چھ بلوچ بچوں کو ان کے گھر میں گھس کر مارا گیا۔ انہی لوگوں نے مارا ہے جن کا واویلا ہے کہ ان کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ زیادتی ہو رہی ہے، ہمارے درمیان کوئی مذہب کی تفریق نہیں ہے۔ کبھی ہم نے نہیں کہا، اہل تشیع، ہر ایک کا اپنا اپنا فقہ ہے، کوئی اہل تشیع ہے، کوئی حنفی ہے، کوئی شافعی ہے، تمام کے تمام مسلمان ہیں۔ تمام نے خدا کے آگے جواب دینا ہے اور یہ قیامت کے دن فیصلہ ہو گا کہ کون صحیح تھا، کون غلط تھا۔ میں اور آپ قطعاً یہ فیصلہ نہیں کر سکتے کہ کون مسلمان ہے کون نہیں۔

جناب چیئرمین! بلوچستان جہاں پر کبھی پھولوں کے باغات ہوتے تھے، پھلوں کے باغات ہوتے تھے، اسے چھوٹا پیرس کہتے تھے آج بلوچستان جو منظر پیش کر رہا ہے، جہاں کوئی حکومت کا official جانے کے لیے تیار نہیں۔ سپریم کورٹ نے ہدایت جاری کی ہے کہ تین سال تک جو بلوچستان میں اپنی خدمات انجام نہیں دے گا اس کی service count نہیں کی جائے گی۔ ایک سزا دی ہے، یوں سمجھیں کہ اب بلوچستان جانا سزا کے طور پر جانا ہے نہ کہ کوئی آفیسر خوشی خوشی جائے اور اپنی promotion کروا کر واپس آئے۔ جناب چیئرمین! آج کوئی investor بلوچستان نہیں آرہا، اس کی وجہ وہاں کے حالات ہیں۔ آپ کوئٹہ سے ڈیرہ بگٹی، ڈیرہ بگٹی سے چمن، چمن سے تربت اور حب تک آئیے، پھر گوادر تک آئیے آپ کو تمام جگہوں پر ایک جیسے حالات ملیں گے۔ کہیں آپ کو مسخ شدہ لاشیں ملیں گی، کہیں آپ کو targeted لوگ ملیں گے، کہیں مذہب کے نام پر لوگوں کی target killing ملے گی، کہیں آپ کو shutter down ملے گا، کہیں آپ کو پہیہ جام ملے گا، کہیں آپ کو ہڑتال ملے گی، نہ بزنس، نہ لوگ تو ایک صوبہ کیسے survive کرے گا۔

جناب چیئرمین! میں اس بات کا افسوس بھی کروں گی کہ جو لاشیں ہمیں مل رہی ہیں، جو راہ چلتے لوگوں پر فائرنگ ہو رہی ہے، بھرے بازاروں میں bomb blast ہو رہے ہیں، بجلی کے ٹاور اڑائے جا رہے ہیں، سرکاری سکولوں پر blast ہو رہے ہیں مگر اس کا حل کوئی بھی own کرنے کو تیار نہیں۔ کوئی

ایجنسی، کوئی لوگ، کوئی ادارہ، کوئی قبیلہ، کوئی قوم اور کوئی حکومتی یا غیر حکومتی ادارے کوئی بھی آپ کہہ لیں، کوئی قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہے۔ جناب چیئر مین! سپریم کورٹ جب صحافیوں کو بلاتی ہے تو صحافی یہ کہتے ہیں کہ کوئٹہ ائرپورٹ اترتے ہی ایسا نہ ہو ہمیں گولی مار دی جائے، یقیناً ان کے خدشات صحیح ہیں۔ جان سب کو پیاری ہوتی ہے، اگر جان ہے تو جان کے ساتھ ہی کام ہے۔ محترمہ کا کتنا بڑا نام ہے اور رہتی دنیا تک رہے گا لیکن وہ آج خود نہیں ہیں تو اس کو کون suffer کر رہا ہے؟ ان کے بچے، ان کی فیملی، ان کے لوگ۔ بھٹو صاحب نہیں ہیں تو کون suffer کر رہا ہے؟ ان کے بعد ان کی بیٹی، ان کے بیٹوں نے، ہر شخص کو جان پیاری ہے اور کوئٹہ جانے سے پہلے ستر دفعہ سوچا جاتا ہے کہ جایا جائے یا نہیں۔ ہماری مجبوری ہے کہ ہمارے پیارے وہاں پر موجود ہیں، ہمارے بچے، ہمارے گھر اور ہماری فیملی، ہمارا political system وہاں پر ہے۔

جناب چیئر مین! اس خوف و دہشت کے عالم میں آپ بتائیے کاروبار کیسے ہو گا investor کیسے آئے گا؟ لوگ کام کیسے کریں گے؟ جب تک لوگوں کو سیکورٹی نہیں ملتی۔ ہم کہتے ہیں کہ بلوچستان میں Gold, Copper, Coal گودار جیسی جگہ ہے مگر افسوس وہاں پر اندرونی یا بیرونی جو ہاتھ بھی ہے، آج تک نہیں پتا چلا کہ کوئی foreign hand ہے، اس کو بھی ہمیں highlight کرنا چاہیے۔ میں یہ نہیں کہہ سکتی اور نہ میں نام لینا چاہوں گی، ہمارے ایک طرف افغانستان ہے جہاں پر 56 ممالک کے اتحادی نیٹو کے نام پر بیٹھے ہوئے ہیں، دوسری طرف ایران ہمارا مسلمان ملک ہے، تیسری طرف انڈیا ہے اس کے بعد بہت اچھا دوست ملک چائنا ہے۔ اب جو target killing ہو رہی ہے، دہشت گردی ہو رہی ہے، جس میں ایک خاص قبیلے کے زیادہ تر لوگ شہید ہوئے ہیں، وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ سب کچھ، مجھے نہیں علم، یہ ان کی کہی ہوئی بات ہے کہ سعودی عرب کروا رہا ہے۔ باقی جو لوگ مر رہے ہیں وہ یہ کہہ رہے ہیں ایران کروا رہا ہے۔ دونوں انتہائی معتبر مسلمان ممالک ہیں اور خاص طور پر سعودی عرب جہاں ہمارا خانہ کعبہ ہے، خدا اور رسول کی نسبت سے تعلق ہے میں نہیں سمجھتی کہ وہاں سے کوئی اس قسم کی تخریب کاری ہو۔ ہمارا بہت اچھا دوست ملک، مسلمان ملک، جہاں ہماری تمام عقیدتوں کا مجموعہ ہے میں نہیں سمجھتی کہ وہاں کوئی ایسے elements ہوں جو پاکستان اور بلوچستان میں ایسے کام کروائیں۔ اگر ہیں تو جیسے وزیر داخلہ صاحب بار بار کہہ رہے ہیں کہ in camera ان سے briefing لی جائے تا کہ ہم بھی مطمئن ہو سکیں کہ شورشیں کہاں کہاں سے بلند ہو رہی ہیں۔

جناب چیئرمین! گزشتہ چار سالوں میں بلوچستان کے معاملات میں جتنی باتیں ہوئیں، جتنی کمیٹیاں بنیں، جتنے کمیشن بنے، حکومت نے جتنے packages کا اعلان کیا اس سے لگتا ہے کہ شاید بلوچستان، پیرس بنے گا۔ سپریم کورٹ روزانہ کی بنیاد پر hearing کر رہی ہے، وزارت داخلہ روزانہ کی بنیاد پر اپنی رپورٹ پیش کر رہی ہے۔ IG, FC کا کہنا ہے کہ ان کی فوج دن رات اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر رہی ہے اور no doubt کئی لوگوں کی شہادتیں روزانہ کی بنیاد پر ہو رہی ہیں۔ IG, Police کہتے ہیں کہ میں اور میری فورس دن رات کام کر رہے ہیں۔ صدر پاکستان آصف علی زرداری، وزیراعظم پاکستان روزانہ کہہ رہے ہیں کہ بلوچستان اور اس کی عوام ہماری top priority ہے۔ جناب چیئرمین! یہاں میں یہ بات کہوں گی کہ جب تمام لوگ ایک مسئلے کی طرف نشاندہی کر رہے تو کیا بات ہے کہ مسئلہ حل نہیں ہو رہا۔ اگر ہم مسئلہ کرنا چاہیں، اگر ہم چاہتے ہیں کہ مسئلہ حل ہو؟ آپ نے NFC Award میں دیکھا، آپ نے اٹھارھویں ترمیم میں دیکھا کہ ساری پارٹیاں سر جوڑ کر بیٹھیں اور آج کا بلدیاتی Ordinance جو جاری ہوا ہے، آپ کی پوری پوری رات meetings ہوئی ہیں اور مسئلے کا حل نکل آیا ہے۔ اگر ہم واقعی سر جوڑ کر بیٹھیں، مخلص ہو کر بیٹھیں، دن رات اس topic کو لیں کہ ہم نے بلوچستان کے مسئلے کا حل ڈھونڈنا ہے، بلوچستان میں کہاں کہاں زخم ہیں اس کو صحیح کرنا ہے تو یقیناً حل ہو جائے گا۔ اگر آپ اس House کے باہر کے دروازوں کو تالے لگا دیں، یہاں پر تمام پارٹیوں کو بٹھا دیں اور اس وقت نکلیں جب اس مسئلے کا حل نکل آئے۔

جناب چیئرمین! میں یہ سمجھتی ہوں کہ ہم جو کام کر رہے ہیں، جو ہم نے کیا ہے، آپ نے نوید قمر صاحب کی رپورٹ دیکھی ہو گی، انہوں نے خود کہا ہے کہ سب سے بڑا failure Aghaz Haqook Baluchistan package کی ناکامی ہے۔ Aghaz Haqook Baluchistan package یہ ان کی اپنی رپورٹ کہہ رہی ہے۔ اگر ہماری اپنی ہی ناکامی ہے تو پھر اپنی ناکامی کا ذمہ دار کس کو ٹھہرائیں؟ حکومت کو، اپنے آپ کو یا ان لوگوں کو جن پر ہم نے ذمہ داریاں ڈالی تھیں۔ یہ کام حکومت بلوچستان کے کرنے کا تھا کہ اگر کوئی چیزیں نہیں ہوئیں تو ہمیں چاہیے تھا کہ مل بیٹھ کر وفاق کے ساتھ اس مسئلے کا حل تلاش کرتے کہ کیوں ہمارے بچوں کو نوکریاں نہیں مل رہیں؟ کیوں گوادر develop نہیں ہو رہا؟ کیوں federal government میں short fall کا مسئلہ حل نہیں ہوا۔ جب خورشید صاحب 91, 93 کے دور میں جو لوگ نکالے گئے تھے ان کو بحال کر سکتے ہیں، میاں رضا ربانی اس پر stand لے سکتے ہیں تو ہم بلوچستان کے لوگوں پر stand کیوں نہیں لے سکتے؟ اس میں

اپنی کمزوریاں بھی شامل ہیں۔ میرے ساتھ میرے بھائی بھی شامل ہیں جن کا تعلق دوسری پارٹیوں سے ہے، بلوچستان کے معاملے میں ہم سب کی سوچ ایک ہے، یہ قطعاً ہٹ کر نہیں ہے۔ جناب والا! ہم یہ حل بھی پیش کر رہے ہیں کہ ہمیں ناراض بھائیوں سے بات چیت کرنی چاہیے، ضرور کریں، بالکل کریں، جو اس House سے باہر بیٹھے ہوئے ہیں ان سے بات کریں مگر ایک بات جناب چیئرمین! یہاں پر ایسے لوگ بھی بیٹھے ہوئے ہیں جو بلوچ سردار بھی ہیں، نواب بھی ہیں، خان بھی ہیں اور جن کے لوگوں کو پھانسی پر بھی لٹکایا گیا ہے مگر آج وہ صرف اپنے لوگوں کی بھلائی کے لیے، جمہوریت کا راستہ چنتے ہوئے آپ کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ لوگوں کے بچے جو بغیر تعلیم کے پہاڑوں پر چڑھ گئے ہیں، ہاتھوں میں انہوں نے بندوق اور کلاشنکوف لے لی ہے اس کے حل کے لیے آج وہ Pakistan Peoples Party کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ وجہ یہ نہیں کہ ان کو کوئی وزارت اور سفارت چاہیے، وجہ یہ ہے کہ وہ چاہتے ہیں کہ مسئلہ اگر وہاں حل نہیں ہوتا تو ہم آپ کے ساتھ چل کر اس مسئلے کا حل کریں گے۔ آپ ان لوگوں کے پاس ضرور جائیں ابھی جیسے آپ کے لوگ گئے بھی ہیں مگر کچھ لوگوں نے مذاکرات سے انکار کر دیا ہے لیکن ہم کہہ رہے ہیں کہ آپ پھر بھی کوشش کریں۔ میں Pakistan Peoples Party سے اور دیگر پارٹیوں سے جن میں JUI بھی ہے اور خاص طور پر میں میاں نواز شریف صاحب سے، وہ ایک بڑی پارٹی کے لیڈر ہیں، کہوں گی کہ وہ ان کے ساتھ بات چیت کریں۔ مگر جو لوگ پہلے سے آپ کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں وہ بھی غدار نہیں ہیں، وہ بھی محب وطن پاکستانی ہیں اور ان کا آپ کا ساتھ دینے کی وجہ بھی یہ ہے کہ وہ چاہ رہے ہیں کہ جو بلوچستان کے حالات ہیں ان کو کسی طریقے سے بھی settle down کرنے میں ان کی مدد شامل ہو اور ان کے بچوں کی اور ان کی آواز ہم یہاں تک پہنچائیں۔ ان کا آپ کے ساتھ بیٹھنے کا مقصد یہی ہے۔

تاریخ میں بلوچوں سے کیے ہوئے وعدے کوئی اچھی رپورٹ پیش نہیں کر رہے ہیں۔ خان آف قلات کے ساتھ پاکستان بنتے ہوئے جو وعدہ کیا گیا تھا، نوروز خان صاحب کے ساتھ ان کو پہاڑوں سے اتار کر جو فیصلہ کیا گیا تھا، بگٹی صاحب کے ساتھ جو معاہدے کیے تھے، ان کی زمین سے گیس نکلتی ہے، royalty ان کا حق بنتا تھا۔ کیا ان معاہدوں کی روشنی میں کوئی چاہے گا کہ وہ آئے بیٹھے اور دوبارہ اس تاریخ کو دہرائے۔ نہیں قطعاً نہیں۔ میں بھی یہ سمجھتی ہوں کہ پہلے وہ سو مرتبہ سوچے گا کہ اب اگر میں دوبارہ اس معاملے میں گیا تو مجھے قوم بھی مارے گی، مجھے لوگ بھی ماریں گے، مجھے دنیا بھی مارے گی اور میں دین اور دنیا دونوں سے جاؤں گا۔

جناب چیئرمین! میں یہ سمجھتی ہوں کہ معاشی مسائل بھی ہیں۔ بلوچستان تمام تر وسائل کے باوجود آج ایک پس ماندہ ترین صوبہ ہے، غریب ترین صوبہ ہے۔ حکومت کے تمام وعدوں کے باوجود بلوچستان پر کوئی خاص توجہ نہیں دی گئی۔ گزشتہ چار سالوں میں بلوچستان میں کوئی mega project شروع نہیں ہو سکا۔ بلوچستان میں صوبائی سطح پر کوئی ایسا کام نہیں ہو سکا جیسے لاہور، لاڑکانہ یا دوسری جگہوں پر کیے گئے۔ وہاں کا وزیراعظم ہے ان کو کرنا چاہیے۔ ہمارا بھی وزیراعظم آیا تھا مگر بہت تھوڑے عرصے کے لیے آیا تھا اور شاید اس کو وقت نہیں ملا کہ وہ کچھ کر سکتا لیکن ایسے mega projects وہاں بھی شروع ہونے چاہییں تھے۔

بلوچ بچوں کو آغاز حقوق بلوچستان کے تحت دیے جانے والے کوٹے پر عملدرآمد نہیں کیا گیا۔ وفاق کی لاتعلقی کا یہ عالم ہے کہ آج وفاقی سطح پر ایک بھی وفاقی سیکرٹری بلوچستان سے نہیں ہے۔ میر اسرار صاحب جو میری پارٹی کے صدر ہیں کا بھلا ہو کہ وہ اپنے ساتھ ایک سیکرٹری لہڑی صاحب لائے ہیں جن کا تعلق بلوچستان سے ہے اور وہ بھی بڑی مشکلوں سے اور اپنی ذاتی کاوش سے۔ 17 تاریخ کو جب دوبارہ ایوان طلب کیا جاتا ہے تو میری آپ سے humble request ہے، آپ مسائل کے حل کو بہتر جانتے ہیں، آپ وہ لسٹ منگوا لیجیے گا اور دیکھیں کہ ان grade 21 اور grade 22 کے جو افسران یا سیکرٹری ہیں ان میں دیکھیں کہ کیا کوئی بلوچستان کا سیکرٹری ان میں ہے؟ کیوں نہیں ہے؟ کیا یہ توجہ کی بات نہیں ہے؟ کیا لوگوں میں اہلیت نہیں ہے؟ یا وہ لوگ اس قابل نہیں تھے کہ انہیں اس سطح پر لایا جائے۔ آج باہر کے ممالک میں جتنے بھی آپ کے اتاشی لگے ہوئے ہیں، جتنے بھی آپ کے سفیر لگے ہوئے ہیں، آپ لسٹ منگوا کر دیکھ لیں، 171 میں سے سوائے ایک امین رئیسانی کے ایک بھی بلوچستان کا نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! انسانی حقوق کے مسائل بھی ہیں۔ مختلف reports کے مطابق گزشتہ 09 سالوں میں بلوچستان سے سینکڑوں لوگ اغوا ہوئے، ہزاروں لوگ target killing میں مارے گئے، ہزاروں لوگوں کی مسخ شدہ لاشیں ملیں۔ وہاں کے settler وہاں سے ہجرت کر گئے اور بلوچستان سے تمام پڑھے لکھے لوگ، Doctors, Engineers, Professors, Surgeons ہجرت کرنے پر مجبور ہیں کیونکہ اغوا برائے تاوان کے واقعات نے وہاں کے Doctors, وکلاء اور دوسرے لوگوں کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیا ہے کہ کیا آگے ان کی یہاں پر survival ہے یا نہیں کیونکہ جو بندہ اپنے اغوا کے بعد چار پانچ کروڑ روپے دے کر آئے، جو اس کی دن رات محنت کی کمائی ہو، تو how can be

possible کہ وہ وہاں پر دوبارہ اپنی services دے گا۔ خواہ وہ بلوچ ہو، پٹھان ہو، سندھی ہو، پنجابی ہو، ہزارہ ہو، settler ہو یا کوئی بھی ہو، آج تمام لوگ یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ ہماری بہترین services ہم کس جگہ پر دیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ اب آپ conclude کر لیں۔

سینیٹر کلثوم پروین: جناب چیئرمین! بس تھوڑا سا وقت اور دے دیں۔

جناب چیئرمین: آپ پہلے ہی پندرہ منٹ سے زیادہ بول چکی ہیں۔

سینیٹر کلثوم پروین: جناب چیئرمین! اداروں کی ناکامی ہے۔ آج حکومتی ادارے اپنی ذمہ داریاں ایک دوسرے پر ڈال رہے ہیں اور کوئی ایک دوسرے کو own کرنے کے لیے تیار نہیں۔ آپ کی FC کا جنرل کہہ رہا ہے کہ میں پوری ایمانداری سے کام رہا ہوں اور میری forces مر رہی ہیں۔ آپ کی پولیس کا آئی جی سپریم کورٹ میں پیش ہو کر کہہ رہا ہے کہ میرے نوجوان مر رہے ہیں، میرے جوانوں پر خود حملے ہو رہے ہیں۔ جب پولیس خود محفوظ نہیں ہے تو وہ ہماری کیا حفاظت کرے گی۔ پھر جناب چیئرمین! آپ کو معلوم ہو گا ایک UN observer team سے آرہی ہے جو یہ observe کرے گی کہ یہاں ایک خاص قبیلے، خاص قوم، خاص بولنے والوں پر کیا کوئی غیر انسانی سلوک ہو رہا ہے۔ غیر انسانی سلوک نہیں بلکہ بربریت ہو رہی ہے۔ سات سات، آٹھ آٹھ، نو نو، دس دس، گیارہ گیارہ لوگ یوں کٹ کر ایک منٹ میں آجاتے ہیں کہ خون سے نہائی ہوئی ہوتی ہیں وہ بسیں وہ جگہ۔ جب ان کی report آئے گی تو peace کے نام پر فوج وہ بلالیں گے اور وہ فوج آ کر بیٹھ جائے گی اور پھر ہم سوچتے رہیں گے اوہو ہم نے بڑی دیر کر دی۔

(اس موقع پر ایوان میں ظہر کی اذان سنائی دی۔)

جناب چیئرمین: کلثوم پروین صاحبہ۔ conclude کر لیں۔

سینیٹر کلثوم پروین: جی بالکل، جناب میں تھوڑا سا حل کی طرف آؤنگی اور قائد کو دیکھ کر میں کہوں گی کہ واہ قائد یہ ہے تیرا پاکستان اور یہ ہے تیرا بلوچستان، واہ علامہ اقبال یہ ہے تیرے خوابوں کی تعبیر، جو کہ بڑی بھیانک ہے۔ جناب! میں صرف کچھ تجاویز دوں گی اور اس کے بعد conclude کروں گی۔ مشاہد حسین کمیٹی سے لے کر آج تک بننے والی تمام کمیٹیوں کی رپورٹ اس House میں پیش کی جائے ان میں تجاویز اور سفارشات پر عمل درآمد نہ ہونے کی وجہ پیش کی جائے۔

آغاز حقوق بلوچستان پر فوری طور پر عمل درآمد کرانا اس طرح کیا جائے جس میں حکومت اور حکومت کے اتحادی مل کر اس پر عمل درآمد کرائیں۔ سکیورٹی اداروں سے جیسے ملک صاحب کہہ رہے ہیں۔ in camera briefing لیا جائے۔ جس میں FC, ISI, MI, Police تمام ادارے وہاں پر موجود ہوں اور ہونے والے حالات پر ایک جامع briefing دیں۔ بلوچستان کے تمام stakeholders پر ایک high profile commission تشکیل دیا جائے جس سے بات چیت کی جائے اور میں ایک شعر پر ختم کرتی ہوں۔

کیا اسی لئے تقدیر نے چنوائے تھے تنکے
کہ بن جائے نشیمن تو کوئی آگ لگا دے

نہیں جناب عالی! یہ ہمارا پاکستان ہے یہ ہمارا بلوچستان ہے، ہم نے اسے دیکھنا ہے اور اس میں اگر کوئی foreign hands ہیں، اندرونی، بیرونی جو بھی سازشیں ہیں اس کا قلع قمع کرنا ہے۔ آج اذان کے بعد جمعہ کے دن ہم نے تہیہ کرنا ہے کہ اس کا حل ڈھونڈنا ہے۔ شکریہ جناب چیئرمین! آپ کے patience اور سننے کا بھی۔

جناب چیئرمین: مولا بخش چانڈیو صاحب۔

سینیٹر مولا بخش چانڈیو (وزیر برائے پارلیمانی امور): بڑی مہربانی چیئرمین صاحب! میں کبھی بھی کسی دوست کے اختلاف کرنے کے حق کا منکر نہیں رہا اور حکومت میں ہوتے ہوئے تو میں سمجھتا ہوں کہ Opposition کا حق بنتا ہے کہ وہ جس بھی فیصلے پر چاہیں، جس انداز میں چاہیں گفتگو کریں اور Peoples Party کا کمال ہے کہ جہاں ہم Opposition کی باتیں سنتے ہیں وہاں اپنے اتحادیوں کی اتنی سخت باتیں سنتے رہے ہیں جو شاید کبھی Opposition نے بھی ہمیں نہیں کہیں۔ آج بھی ایسی بات ہوئی ہے۔ میں انکار نہیں کرتا، میں کہتا ہوں کہ اگر رات کو Ordinance جاری ہوا ہے اس پر ANP کے دوستوں کو کوئی اعتراض ہے تو بلاشبہ بات کریں۔ میں ان کے خلاف اس بات سے نہیں بول رہا اور نہ میں ان کے اس حق سے انکار کرتا ہوں لیکن ایک بات ضرور کہتا ہوں کہ جب وہ ہم پر تنقید کرتے ہیں تو کبھی کبھار اپنے لہجے کو بھی مخالفوں کے لہجے سے ذرا مختلف کریں اور حقیقوں کا بھی سامنا کریں۔ Ordinance کا غصہ اس انداز سے نکالیں کہ پوری حقیقوں کا انکار کر جائیں۔ مجھے یہ ذرا اچھا نہیں لگا۔ حاجی صاحب نے دو تین باتیں کہی ہیں اور انہوں نے بھی کیں لیکن

حاجی صاحب نے جس انداز میں کہی ہیں وہ میرے بڑے ہیں میں ان کا احترام اور عزت کرتا ہوں وہ سینیئر ہیں ان کی جدوجہد ہے۔ میں زمانہ طالب علمی سے ان کو جانتا ہوں اور ان کو سنتا ہوں اور یہ سچ ہے وہ ہمارے ساتھ ہیں اور ہم جناب اسفندیار ولی صاحب کے بھی شکر گزار ہیں۔ ANP کے بھی شکر گزار ہیں وہ ہمارے پر خلوص اتحادی ہیں اور انہوں نے ہر مشکل وقت میں ہمارا ساتھ دیا ہے۔ حاجی صاحب کو میں جانتا ہوں جب بھی کسی پر تنقید کرنی ہو تو سات آسمان کو پھاڑ کر بول دیتے ہیں۔ ان کو اپنی جماعت سمجھاتی رہے کہ حاجی صاحب ایسے نہ بولو، وہ بول جاتے ہیں اور آج بھی انہوں نے ایسا ہی کیا ہے۔ اب یہاں Ordinance کا مسئلہ آتا ہے تو میں دعوی کرتا ہوں۔ میں نے سب دوستوں سے پوچھا ہے اور کسی نے بھی Ordinance پڑھا ہی نہیں ہے۔ جو کہتے ہیں کہ رات کو تین بجے، چار بجے آیا ہے وہ پڑھا ہی نہیں تو اس پر تنقید کی جواز کیا ہے ان کی تفصیل تو ہمیں بتائیں۔ میں نے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ TV پر آرہا ہے۔ ابھی TV پر بہت ساری باتیں آئیں گی اتنے بڑے محترم اس platform پر کھڑے ہو کر اتنی دلیل کے ساتھ بات کریں گے یہ مناسب نہیں ہے۔ آجانے دیں۔ اگر ابھی کرنا بھی چاہیں تو کوئی بات نہیں لیکن ہمارے نبیل گبول کا آج کے مسئلے سے کیاواسطہ ہے۔ کئی لوگ ماضی میں پارٹیوں سے الگ ہو جاتے ہیں ہم نے کسی پارٹی سے علیحدہ ہونے والے دوستوں کے دلائل دے کر اس پارٹی پر تنقید نہیں کی۔ نبیل گبول کا اس سے کیا واسطہ ہے کہ آج Ordinance آگیا ہے اب سندھ علیحدہ ہو جائے گا۔ حاجی عدیل کا یہ کہنا کہ CM House میں سندھ کی سازشیں ہو رہی ہیں۔ ہم بھی کل کلاں کو کہہ دیں کہ پختونخوا سے بہت سی آوازیں آرہی ہیں جو کہتے ہیں کہ آپ پختونخوا کی نمائندگی نہیں کر رہے، آپ پختونخوا سے غداری کر رہے ہیں، ایسی کئی آوازیں آتی ہیں اور ہم بھی پھر اس کی حمایت کریں۔ ہر گز نہیں، ہم ہر صوبے کی نمائندگی کا حق تسلیم کرتے ہیں۔ جس صوبے نے جن لوگوں کو نمائندہ بنا کر بھیجا ہے ان کو حق پہنچتا ہے کہ وہ بات کریں۔ بلاشبہ آپ کے ایک یا دو نمائندے منتخب ہو کر آئے ہیں لیکن سندھ کی اتنی بڑی نمائندگی والی جماعت کو ایسے چھوڑ دیں گے۔ ایسے تنقید کر دیں۔ اب ہم جو بھی کریں گے سب سے پوچھتے پھریں گے۔ کل ہم بھی مطالبہ کریں گے پختونخوا میں جو کرو گے ہماری پارٹی کو اعتماد میں لیں۔ اب جو بھی کریں گے ہم کہیں گے کہ پختونخوا میں اور بھی پارٹیاں جیت کر آئی ہیں ان کو بھی اعتماد میں لو۔ اس انداز سے بات کریں جو اچھی لگے، مناسب لگے۔ بس جناح پور Pakistan Peoples Party بنا رہی ہے Peoples Party کیا، سندھ کا ایک بھی غیرت مند بیٹا زندہ ہو گا، سندھ کی تقسیم نہیں ہو سکتی۔

(ڈیسک بجائے گئے)

سینیٹر مولا بخش چانڈیو: جب یہ کھڑے ہو جائیں تو پروپیگنڈہ میں کہہ دیں۔ جناب Peoples Party تقسیم کرے گی۔ Peoples Party تمام صوبوں کے حقوق کے لیے قربانی دینا جانتی ہے تو اپنے سندھ کے لیے، اپنے صوبے کے لیے کیوں نہیں کھڑی ہو جائے گی۔ جب پختونخوا کے لوگوں کی تکالیف پر PPP اس تحریک کی قیادت کر سکتی ہے۔ جب پنجاب کے عوام کے مسائل پر ہم ان کے ساتھ کھڑے ہو سکتے ہیں جب پنجاب کے عوام کا فیصلہ ہم تسلیم کرنے کے لیے آگے آگے ہیں تو ہمیں کیسے کہا جائے گا۔ ہمارا بھی احترام کیا جائے۔ ہم کوئی پردیسی ہیں۔ جو اٹھے، جو سندھ کی بات کرے گا۔ جناب، سندھ میں یہ ہو جائے گا۔ جناب، آپ ہے کون؟ ہم خود تسلیم کرتے ہیں کہ ہم بھائی ہیں لیکن آپ بھی تو ہمارا حق تسلیم کریں۔ جب بھی کوئی بات آتی ہے اور کتنی دکھ کی بات ہے اور یہ انتشار پیدا کرنا کہ جناب، زمین آسمان ایک ہو جائے گی۔ جناب، اب سندھ میں یہ ہو جائے گا۔ یار آپ تو نہ کریں، آپ اتحادی ہیں تو آپ کا لہجہ تو ٹھیک ہونا چاہیے۔ جو بھی اتحادی آئے وہ موجیں بھی کرے، حکومت میں ہمارے ساتھ بھی رہے اور ایسے خطاب کرتے ہیں، اور کرتے تھے جیسے پلٹن میدان میں کھڑے ہیں۔ چھ وزیر ہیں، ابھی دیکھیں، کئی وزراء جو ہمارے Ordinance پر بول پڑے اور ایسے لگتا ہے وہ ہمارے ساتھ نہیں ہیں میں سمجھتا ہوں الیکشن آ رہی ہے، آپ اپنی چیزوں کو اہمیت دلانا چاہتے ہیں۔ تمام پارٹیاں الیکشن کی سیاست کر رہی ہیں تمام پارٹیوں کا لب و لہجہ الیکشن والا ہے لیکن مجھے تکلیف ہوئی ہے۔ آپ سندھ کی تقسیم کی بات کر کے Peoples Party پر ذمہ داری عائد کرنا چاہتے ہیں۔ مجھے اس پر سخت تکلیف ہے ہم سخت آپ سے ناراض ہیں، آپ سے پہلے بھی ماضی میں آپ نے اور دوسرے رہنما قومی اسمبلی میں وہ کہہ گئے تھے کہ ہم سندھ کی تقسیم کی بات کریں گے۔ اگر ایسا کیا گیا۔ مجھے آپ سے اختلاف ہے۔ آپ قوم پرست سیاست کرتے رہے ہیں آپ کا یہ لب و لہجہ اچھا نہیں ہے۔ ہم آپ سے احتجاج کرتے ہیں۔ آپ ہمارے پرانے دوست ہیں، ہمارے اتحادی ہیں، ہم اور آپ نظریات کے قریب ہیں لیکن اس انداز سے بات نہ کریں۔ Peoples Party کی زندگی میں اور پاکستان میں جمہوریت پسند، وفاق پرست لوگوں کی موجودگی میں کسی صوبے کے خلاف سازش نہیں ہو سکتی۔ ایک اگر نعرے کی بات آئی ہے تو اس کے پیچھے تاریخی حقیقت ہے۔ ایک تاریخی مطالبہ ہے لیکن آپ اس مطالبہ کا بہانہ بنا کر ہر قوم کے خلاف سازش کی بات کریں گے ہم نہیں چلنے

دیں۔ میں سندھ کا نمائندہ ہوں لیکن میں پہلے کہتا ہوں کہ میں پاکستانی ہوں۔ ہم نے بھٹو کو قتل کروایا صرف پاکستان کی وجہ سے، اگر بھٹو سندھ کی سیاست کرتا تو بھٹو قتل نہ ہوتا، بی بی صوبے کی سیاست کرتی تو وہ قتل نہ ہوتی۔ صوبے کی سیاست کرنے والے کتنے ہیں جن کو قتل کیا گیا وہ بتائیں، جو جو صوبے کی بات کرتے ہیں کسی کا کوئی بال بیکا نہیں کرسکا۔ قتل کیا گیا تو صرف پاکستان کی بات کرنے والے کو۔ وہ بھٹو اب بھی زندہ ہے۔ ہم پاکستان کی بات کرتے پاکستان کے وفاق میں جو قومیں رہتی ہیں ہم ملک کے مفاد میں بات کرتے ہیں۔ میں سندھ کا بیٹا ہوں، میں پاکستان کا بیٹا ہوں لیکن سندھ کی بات آئے گی تو ہم احتیاط کرتے ہیں مجھ دکھ ہوا ہے۔ ANP کے ایک سینیئر رہنما نے تقسیم کی بات کر کے ذمہ داری عائد کر دی ہے۔ کوئی بات نہیں ہے کسی صوبے کی بات نہیں ہو رہی ہے اور یہ جو Ordinance ہے میں کہتا ہوں اس platform پر کہہ رہا ہوں کہ ANP کے دوست موازنہ کریں جو پختونخوا میں نظام جاری ساری ہے اس کو بھی دیکھیں جو رات کو Ordinance آیا میں نے بھی نہیں دیکھا ہے جو یہ باتیں بتا رہے ہیں۔ اس Ordinance کا اور پختونخوا میں موجودہ نظام کا موازنہ کریں۔ اگر ایک جیسی صورت حال ہو تو پھر حاجی صاحب سے گزارش ہے کہ سیاست نہ کریں۔ اپنے پختونخوا میں بھی ٹھیک کریں، یہی نظام وہاں بھی ہے اور سب سے پوچھو گے اعتماد کا، تو آپ سے پوچھیں گے ہم سے زیادہ تو آپ کی اسمبلی میں آپ کے خلاف آواز ہو رہی ہے۔ ایسے نہ کرو، اور دوسروں کے حق کو بھی تسلیم کریں۔ پھر آپ کہیں ہم آپ کے بھائی ہیں۔ ہم آپ کو اتحادی سمجھتے ہیں اور پارلیمانی سیاست میں تو اتحادی کیا Opposition کے ہر ممبر کو، ہر سیاسی پارٹی کو حق پہنچتا ہے کہ حکومتی فیصلے پر تنقید کریں۔ اس کا جائزہ لیں لیکن ذرا عقل سے بات کریں۔ ایسی بات کریں جس سے قوموں کے اتحاد کو نقصان نہ پہنچے۔ ہمارے ملک پاکستان، وفاق پاکستان کی زندگی اسی میں ہے کہ وفاق میں شامل تمام قومیں بھائی چارے اور یگانگت کے ساتھ چلیں۔ آپ کی بڑی مہربانی۔ مجھے دکھ پہنچا تھا لہذا میرا بات کرنا ضروری تھا۔ بڑی مہربانی آپ کی۔

Mr. Chairman: Thank you. The proceedings are adjourned till 3.30 pm.

(The House was then adjourned till 3.30 p.m. the same day)

(اجلاس نماز جمعہ کے وقفہ بعد زیر صدارت جناب چیئر مین (سینیٹر سید نیر حسین بخاری) دوبارہ شروع ہوا)

جناب چیئر مین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

Leave of Absence

جناب چیئر مین: جناب باز محمد خان صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا مورخہ 6 ستمبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئر مین: جناب احمد حسن صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 6 اور 7 ستمبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئر مین: جناب پروفیسر ساجد میر صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ 7 ستمبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئر مین: جناب محمد یوسف بلوچ صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ 7 ستمبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئر مین: جناب شاہی سید صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر 3 اور 4 ستمبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئر مین: حمزہ صاحب کا call attention notice ہے، حمزہ صاحب**!** وزیر صاحب آجائیں پھر اس کو لے لیتے ہیں۔

سینیٹر حمزہ: ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین: جی سعید غنی صاحب۔

سینیٹر سعید غنی: بہت، بہت شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ جناب! میں بات صبح کے Session میں کرنا چاہ رہا تھا، اس وقت ہمارے ANP کے دوست موجود تھے لیکن اب چلے گئے ہیں۔ انہوں نے کچھ چیزیں کل رات کے Local Government System کے حوالے سے آنے والے Ordinance کے بارے میں raise کیں۔ دو، تین چیزیں بڑی عجیب سی تھیں، میں سمجھتا ہوں کہ شاید ان کے متعلق ان کی اتنی معلومات نہیں ہیں۔ پہلی بات ہے کہ وہ جلد بازی میں نہیں ہوا اور اس پر تقریباً دو، اڑھائی برس negotiations ہوتی رہی ہیں، خوش قسمتی سے میں بھی کچھ ملاقاتوں میں حصہ لیتا رہا۔ ان ملاقاتوں میں جب زیادہ تاخیر ہوئی تو ہمارے انہی دوستوں نے بعض دفعہ یہ کہا کہ یہ unnecessarily delay کر رہے ہیں، ان کو کسی ایک چیز پر آپس میں متفق ہونا چاہیے لیکن جب دو، اڑھائی سال کے بعد اتفاق رائے ہوا ہے، اب اس پر اعتراض ہے کہ اب ہم نے جلدی کی ہے۔

جناب! حاجی عدیل صاحب نے دوسری بات کی ہے کہ صوبے میں دو مختلف نظام ہیں، دو نظام کوئی بھی نہیں ہیں، بلدیات کا بالکل ایک ہی نظام ہے جو 79 اور 2001 کے نظام تھے، ان میں مختلف شہروں کو ان کی آبادی اور ترقی کے مطابق مختلف نام دیے جاتے تھے۔ 2001 میں پورے پاکستان میں city district governments 4 تھیں، جس میں کراچی بھی شامل تھا اور اس سے پہلے جو 1979 کا Ordinance تھا اس میں metropolitan cities ہوا کرتی تھیں جس میں کراچی شامل تھا اور اس کے علاوہ باقی جو چھوٹے ضلعے تھے ان کو Municipal Corporation کہا جاتا تھا۔ اس دفعہ یہ ہوا ہے کہ ایک کے بجائے سندھ کے 5 ضلعوں کو metropolitan corporation کا درجہ دیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اچھی بات ہے کہ چار اور بڑے شہر اس میں شامل ہو گئے ہیں۔ اس میں ایک اور اچھی بات یہ ہوئی ہے کہ جو قوم پرست جماعتیں ہیں، جن کا انتخابی حلقہ کوئی نہیں ہے، جو کبھی وہاں سے اپنا UC Nazim یا کونسلر بھی منتخب نہیں کروا سکے، وہ مختلف مواقع پر Peoples Party کے خلاف مختلف الزامات عائد کرتے رہے۔ پچھلے دنوں جب صوبہ سندھ میں 1979 کا Ordinance restore ہوا تو اس وقت MQM کی طرف سے جب کچھ اعتراضات اٹھائے گئے تو چونکہ سندھ کی تمام جماعتوں کا یہ مؤقف تھا کہ 1979 کا نظام ہونا چاہیے، Commissioners and Mayors ہونے چاہییں لیکن MQM یہ چاہتی تھی کہ جو پرانا 2001 والا سسٹم تھا اس کو کراچی اور حیدرآباد تک

restore کیا جائے۔ اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ سندھ کی بہت سی جماعتوں اور لوگوں کا یہ خیال ہے کہ ہمیں 1979 کا نظام چاہیے اور جبکہ MQM جو شہری علاقوں میں نمائندگی کرتی ہے ان کا خیال تھا کہ ہمیں 2001 کا نظام چاہیے تو بیچ کا راستہ یہ نکالا گیا کہ کراچی اور حیدرآباد کا نظام تھوڑا سا مختلف تھا اور باقی اضلاع میں بھی مختلف تھا لیکن اس پر ان لوگوں نے بہت احتجاج کیا جو خود یہ ڈیمانڈ کر رہے تھے کہ 1979 کا نظام ہونا چاہیے اور interestingly جب دانیال عزیز صاحب نے ایک تحریک شروع کی تھی کہ 2001 کا نظام نافذ ہونا چاہیے اور اسے ختم نہیں کیا جانا چاہیے تو یہ سارے nationalist دانیال عزیز کے ساتھ تھے اور اس بات پر احتجاج کرتے رہے کہ 2001 کا نظام ہونا چاہیے۔ اگر Peoples Party 2001 کے نظام کی جانب جاتی ہے تو اس کی بھی مخالفت ہو رہی تھی اور اگر 1979 کے نظام پر جاتی ہے تو اس کی بھی مخالفت ہو رہی تھی۔ اس مرتبہ یہ طے ہوا کہ آپس میں کوئی ایسا راستہ نکالا جائے کہ بیچ کی کوئی بات ہو جس میں 1979 والی کچھ چیزیں اچھی ہیں وہ ہوں اور جو 2001 کی بہتر چیزیں ہیں وہ بھی اس میں شامل ہوں۔ اس کے نتیجہ میں ایک نیا Peoples Metropolitan Corporation Ordinance کل رات کو نافذ ہوا ہے اور اس پر اعتراضات کیے جا رہے ہیں۔ حیرت اس بات کی ہے کہ جن لوگوں نے اعتراض کیا ہے انہوں نے ابھی تک اس کو پڑھنے کی زحمت گوارا نہیں کی ہے اور انہوں نے یہ کوشش بھی نہیں کی کہ کہیں سے اس کی تھوڑی بہت معلومات لے لیں اور پھر اس پر بات کریں۔ 1979 کے نظام کے وقت میں جو Commissioners موجود ہوا کرتے تھے، وہ Commissioners موجود ہیں، اس میں 19,20 کا فرق ضرور ہے لیکن مجموعی طور پر اس میں اسی طرح کی چیزیں رکھی گئی ہیں۔

ہمارے جو Peoples Party کے internal issues ہیں کہ آپ نے فیصل عابدی کو کراچی کی صدارت سے ہٹا دیا۔ میں بھی کراچی کا عہدے دار رہا، مجھے بھی بنایا اور ہٹا دیا گیا، میرے بعد کوئی اور صدر تھا، اس کو بنایا اور ہٹا دیا گیا۔ اس کے بعد قادر پٹیل کو بنا دیا۔ یہ پارٹی کا ایک internal system ہے جس میں لوگ آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں۔ اس چیز کو یہ بنیاد نہیں بنایا جا سکتا کہ کسی اور جماعت کو خوش کرنے کے لئے یہ چیزیں کی گئی ہیں۔ ایک بڑی غلط بات کہی گئی اور حاجی صاحب نے اس کو یہاں پر بڑا misquote کیا ہے کہ قادر پٹیل صاحب نے کوئی بیان دیا اور اس بیان کی وجہ سے ان پر کوئی سختی کی گئی ہے۔ میں یہ بات ریکارڈ پر کہنا چاہتا ہوں کہ اس دن اخبار میں جو خبر لگی وہ قادر پٹیل صاحب کا بیان نہیں تھا، جس کی انہوں نے وضاحت بھی کی ہے۔ جس دن یہ بیان آیا

اس دن یہ وضاحت ہوئی اور اس کے بعد بھی وضاحت ہوئی۔ وہ اخبار کے رپورٹر کی ایک رپورٹ تھی، مختلف تاریخوں میں جو چیزیں اس کے علم میں آئی تھیں، اس کی بنیاد پر اس نے وہ پیش کر دیں۔ اس کو بنیاد بنا کر یہ کہنا کہ قادر پٹیل صاحب نے کچھ کہا اور اس کے بعد پارٹی ان کے خلاف سختی کر رہی ہے، یہ بالکل غلط بات ہے، اس چیز کو بھی ریکارڈ پر آنا چاہیے۔

سندھ میں جو نظام نافذ ہوا ہے اس میں صوبائی اسمبلی میں بیٹھی ہوئی ایک بڑی اکثریت اس پر اتفاق کرتی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ جو ہمارے دوست اور اتحادی ہیں ان کو بھی اس بات کو تسلیم کرنا چاہیے کہ جمہوریت میں اکثریت کی بات مانی جاتی ہے۔ ہاں ان کی اس بات میں بالکل وزن ہے کہ وہ اتحادی جماعتیں ہیں، ان کے ساتھ بات چیت ہونی چاہیے، ان کو اعتماد میں لیا جانا چاہیے لیکن اگر وہ یہ گلہ کرتے ہیں تو میں ان سے درخواست کروں گا کہ پہلے کم از کم اس نئے نظام کو پڑھ لیں اور اس کے بعد وہ objections raise کریں کہ کس چیز پر ان کو اعتراض ہے تاکہ اس پر ان سے مزید بات چیت کی جا سکے۔ میں اپنے دوستوں سے گزارش کروں گا کہ جنہوں نے آج اس Ordinance کی تفصیل میں جائے بغیر بڑے سخت قسم کے فیصلے کر دیے ہیں، اسے وہ review کریں اور وہ سینیٹ اور نیشنل اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کریں تاکہ ان کے جو بھی خدشات ہیں وہ ریکارڈ پر آئیں اور اس پر مزید بات چیت ہو سکے۔ بہت بہت شکریہ۔

Mr. Chairman: Thank you. Mr. Raza Rabbani.

سینیٹر میاں رضا ربانی: شکریہ۔ جناب چیئرمین! اگر آپ کی اجازت ہو تو میں تھوڑا سا ہٹ کر ایک بات کرنا چاہ رہا ہوں کہ آج غالباً سینیٹ prorogue ہو جائے گی اور 11 ستمبر کو we will not be in session. جیسے آپ کو پتا ہے 11 ستمبر قائداعظم کی death anniversary کا دن ہے، ویسے تو میں چاہ رہا تھا یہ بات میں اس دن کروں لیکن اس دن سیشن نہیں ہو گا۔

جناب چیئرمین! ویسے تو Article 2-A کے تحت objectives resolution کو آئین کا حصہ بنایا گیا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس کے ساتھ ساتھ ایک اور بہت ہی اہم دستاویز ہے اور اگر آپ اجازت دیں گے تو میں قائداعظم کی پوری تقریر تو نہیں البتہ جو انہوں نے 11 اگست، 1947 کو تقریر کی وہ ہمارے لئے ایک مشعل راہ ہے۔ ہمیں اس پر بھی عمل کرنا چاہیے اور میں چاہوں گا کہ اس تقریر کا record on the table of the House lay بھی کروں اور اگر آپ کی اجازت ہو تو

اس کے تین پیراگراف جو موجودہ صورتحال سے relevance بھی رکھتے ہیں، میں وہ تین paragraphs پڑھنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی surly, یہ guiding principles ہیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: شکریہ۔ جناب چیئرمین! ویسے تو تقریر خاصی طویل ہے لیکن میں یہاں سے شروع کرتا ہوں کہ

> "Dealing with our first function in this Assembly, I cannot make any well-considered pronouncements at this moment, but I shall say a few things as they occur to me. The first and the foremost thing that I would like to emphasize is this: remember that you are now a Sovereign Legislative body and you have got all the powers. It, therefore, places on you the gravest responsibility as to how you should take your decisions. The first observation that I would like to make in this, you will no doubt agree with me that the first duty of a government is to maintain law and order, so that the life, property and religious beliefs of its subjects are fully protected by the State".

Then Quaid-e-Azam goes on sir.

> "The second thing that occurs to me is this: One of the biggest curses from which India is suffering, I do not say that other countries are free from it, but I think our condition is much worse, is bribery and corruption. That really is a poison. We must put that down with an iron hand, and I hope that you will take adequate measures as soon as it is possible for this Assembly to do so".

اس کے بعد قائداعظم ملک میں black marketing, nepotism and jobbery کی بات کرتے ہیں، پھر وہ انڈیا پاکستان کی تقسیم کی بات کرتے ہیں۔ اس کے بعد جو relevant portion ہے وہ میں آپ کو پڑھ کر سنانا چاہتا ہوں۔

"If you change your past and work together in a spirit that every one of you, no matter to what community he belongs, no matter what relations he had with you in the past, no matter what is his colour, caste, or creed, is first, second, and last a citizen of this State with equal rights, privileges, and obligations, there will be no end to the progress you will make".

Then he goes on sir and this is the last Paragraph that I will read.

"I cannot emphasize it too much. We should begin to work in that spirit, and in course of time all these angularities of the majority and minority communities, the Hindu community and the Muslim community because even as regards Muslims you have Pathans, Punjabis, Shias, Sunnis and so on, and among the Hindus you have Brahmins, Vashnavas, Khatris, also Bengalees, Madrasis and so on will vanish. Indeed if you ask me, this has been the biggest hindrance in the way of India to attain the freedom and independence, and but for this we would have been free people long long ago. No power can hold another nation, and specially a nation of 400 million souls, in subjection; nobody could have conquered you, and even if it had happened, nobody could have continued its hold on

you for any length of time, but for this. Therefore, we must learn a lesson from this. You are free; you are free to go to your temples, you are free to go to your mosques or to any other place of worship in this State of Pakistan. You may belong to any religion or caste or creed that has nothing to do with the business of the State. I will read that again that "you may belong to any religion or caste or creed that is nothing to do with the business of the State." As you know, history shows that in England conditions, some time ago, were much worse than those prevailing in India today. The Roman Catholics and the Protestants persecuted each other. Even now there are some States in existence where there are discriminations made and bars imposed against a particular class. Thank God, we are not starting in those days. We are starting in the days where there is no discrimination, no distinction between one community and another, no discrimination between one caste or creed and another. We are starting with this fundamental principle: that we are all citizens, and equal citizens, of one State. The people of England in course of time had to face the realities of the situation, and had to discharge the responsibilities and burdens placed upon them by the government of their country; and they went through that fire step by step. Today, you might say with justice that Roman Catholics and Protestants do not exist; what exists now is that every man is a citizen,

an equal citizen of Great Britain, and they are all members of the Nation.

جناب چیئرمین! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ وہ بنیادی اصول ہے جو قائد اعظم نے پاکستان بننے کے فوراً بعد اور پاکستان کے مقاصد کو اپنی اس 11 اگست 1947 کی تقریر میں انہوں نے اس ملک کی foundation lay کی اور یہ وہ guiding principles ہیں جن کے اوپر 1973 کا آئین بھی بنا اور ہمیں چاہیے کہ ہم ان principles کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنی ریاست کو آگے بڑھائیں اور میں نے جیسے پہلے عرض کی تھی کہ میں اس تقریر کو on the table of the House رکھنا چاہوں گا۔شکریہ۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں it is already part of the proceedings of the Assembly probably. اگر آپ رکھنا چاہتے ہیں تو there is no harm in it. جناب حافظ حمداللہ صاحب نے بحث میں حصہ لینے کے لیے اپنا نام دیا تھا وہ تو ہیں نہیں۔کوئی اور صاحب بات کرنا چاہیں گے۔جی ہمایوں خان صاحب۔

Discussion on Law and Order Situation particularly in Karachi, Gilgit Baltistan and Balochistan

سینیٹر محمد ہمایوں خان: شکریہ جناب چیئرمین! آج یہ موضوع جو target killings, sectarian violence اور یہ سارے معاملے جن کی بلوچستان اور تمام ملک سے واسطہ ہے۔اگر ہم پہلے بلوچستان کی بات کریں تو بلوچستان میں situation بڑی complex ہے، وہاں پر صرف sectarian killings نہیں ہیں جو کہ پچھلے کچھ عرصے سے وہاں پر زیادہ ہو رہی ہے۔جو ہمارے شیعہ sect کے بھائی ہیں خصوصاً ہزارہ برادری کے شکل و صورت سے بھی پہچانے جاتے ہیں، ان کے خلاف یہ ظلم ہو رہا ہے۔اس کے علاوہ علیحدگی پسندی کی تحریک بھی چل رہی ہے missing persons کا معاملہ بھی ہے۔اغوا برائے تاوان کے ستر گروپ کوئٹہ جیسے چھوٹے شہر میں کارفرما ہیں۔اس طرح Law and Order situation, crimes کے معاملات وہاں پر ہیں۔امن و امان سے اور جرائم سے متعلق جو معاملات ہیں اس کے لیے صوبائی حکومت کو ایک مربوط نظام مرتب کرنا پڑے گا جس میں پولیس، خفیہ

ایجنسیاں، قانون نافذ کرنے والے ادارے ہیں ان سب کو ایک مربوط نظام وضع کرنا اور ترتیب بنانی ہو گی اور صحیح طریقے سے ان کو equipmentsاور تمام چیزیں دینی پڑیں گی۔ کیونکہ اس طریقے سے شاید یہ نہیں چل سکتا جو ابھی چل رہا ہے۔missing persons کا یہ ہے کہ جس کی تعداد بہت زیادہ بتا رہے ہیں لیکن درحقیقت اتنی بھی نہیں ہے۔ اب یہ بھی دیکھنا ہے کہ اصل حالات معلوم کرنے کے لیے کہ اصل گمشدہ لوگ کتنے ہیں اور وہ کیوں missingہیں، کس مقصد کے لیے ہیں، کون سے ایسے لوگ ہیں جو خود علاقہ چھوڑ کر جا رہے ہیں۔اس پر all stakeholders کی meeting بلانی پڑے گی جس طرح سابق وزیراعظم یوسف رضا گیلانی صاحب نے کیا تھا اور یہ تواتر سے کرنا پڑے گا جس میں establishmentکے لوگ صوبائی حکومت کے قانون نافذ کرنے والے ادارے، پولیس ان سب کی اس میں شرکت بہت ضروری ہونی چاہیے۔اگر اس طریقے کو اختیار نہیں کیا جاتا تو مسئلہ حل نہیں ہوتا۔ establishment کی اپنیdirection ہے، صوبائی حکومت کی ایک الگdirection ہے تو کبھی بھی بلوچستان کے مسئلے کا صحیح حل نہیں نکل سکتا۔وہاں پر جو سیاسی حالات زیادہ خراب ہوئے ہیں وہ نواب اکبر بگٹی کے قتل کے بعد زیادہ خراب ہوئے ہیں۔سب سے پہلے اس مسئلے کو بھی حل کرنا ہے، یہ ایک نفسیاتی مسئلہ بھی بن گیا ہے کہ جب تک ان کے قاتلوں کو گرفتار کر کے قانون کے کٹھرے میں لا کر کھڑا نہیں کیا جاتا تو میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت تک بلوچستان میں جو آگ لگی ہوئی ہے اس کو ختم کرنے میں یا بجھانے کی شروعات ہی نہیں ہوسکتیں۔اس کے علاوہ جو دوسرے بلوچ لیڈران ہیں ان کے جو قتل ہوئے ہیں، ان کے معاملات کو بھی دیکھنا پڑے گا۔ جیسے آغاز حقوق بلوچستان میں درج کیا گیا تھا کہ اس کے لیے کمیشن بنایا جائے گا اور اس کو probe کیا جائے گا اور ان کے قاتلوں کو سزا دی جائے گی۔اس پر بھی کوئی خاطر خواہ عمل نہیں ہوا ہے۔ بلوچستان کے جتنے بھی بلوچ ناراض لیڈران ہیں ان سے بات کرنے کے لیے کوئی credibleلوگ ہونے چاہییں جو کہ بااختیار بھی ہوں۔ اس وقت وفاق کی طرف سے جو لوگ ان سے مذاکرات کے لیے گئے ہیں ان کی وہ credibility نہیں ہے، ان کا وہ اختیار نہیں ہے۔ ان کو وہ بلوچ seriousہی نہیں لے رہے ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ یہ تو اول ہمارے ساتھ کوئیcommitment کر ہی نہیں سکتے اور اگر کرتے ہیں تو اس کو fully implement نہیں کرسکتے۔ان سے جو ابھی بھیexile میں لیڈران ہیں، ابھی کچھ عرصہ پہلے میرے کسی دوست کی ان سے بات ہوئی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم سے کوئی serious بات کرے ہم کس سے بات کریں۔وہ آج بھی بات کرنے کو تیار ہیں لیکن کوئی ان سے commitment کے ساتھpolitical will کے ساتھ بات

کرے تو شاید کوئی نتیجہ نکل آئے اور اس معاملے کو جاری رکھنا ہو گا۔اس کے علاوہ بلوچستان میں جو development کا backlog ہے جو وفاقی حکومت کا ہے۔ پچھلے پانچ بجٹ میں میری نظر سے گزرا ہے، میں نے اس کا ریکارڈ نکالا ہے اس میں سوائے ایک پراجیکٹ کے جو کہ 68 کروڑ کا پراجیکٹ ہے، اس کے علاوہ بلوچستان کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ ایک طرف بلوچستان کے حالات اتنے خراب ہیں اوپر سے پھر ترقیاتی کاموں میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہے۔میں نے پلاننگ کمیشن والوں کو کہا کہ جتنا BLA والے علیحدگی کی تحریک کو تیز کر رہے ہیں، اس سے زیادہ تو آپ expedite کر رہے ہیں۔ بہر حال ہم ان سے interact کرتے رہیں گے لیکن وہاں پر جو صوبائی حکومت ہے وہ بالکل فیل ہو چکی ہے۔وہاں پر جتنے بھی MPAs ہیں یا وزیر ہیں ان کا کرپشن کے علاوہ اور کوئی کام نہیں ہے۔پچیس، تیس کروڑ روپیہ ہر وزیر، ہر MPA کو بشمول ان عورتوں کو جن کی کوئی constituency ہی نہیں ہے ان کو بھی سالانہ مل رہے ہیں اور جو اسکیمیں پہلے ہو چکی ہیں ان پر دوبارہ کاغذی اسکیمیں بنا کر محکمے والے اور وہ ڈال رہے ہیں۔ جس کے لیے میں آپ کو ایک چھوٹی سی مثال دیتا ہوں ژوب میرالی خیل روڈ جو ہے وہ سو کلومیٹر کا روڈ ڈیڑھ ارب کا پراجیکٹ تھا اس کو گیارہ ارب تک پہنچا دیا گیا ہے۔اور اس میں چار مختلف PSDPs جن کے نمبر میرے موبائل میں موجود ہیں اگر کوئی صاحب دیکھنا چاہتا ہے تو دیکھ بھی سکتے ہیں۔ اس طریقے سے قومی دولت کو لٹایا جا رہا ہے۔ اب آٹھ، نو ارب روپے جو ہیں وہ صرف بڑھوتی کرا رہے ہیں اور وہ صرف ایک پراجیکٹ میں چار مرتبہ payment ہو رہی ہے۔ کوئی تو وہاں پر بتائے کہ یہ کس طرح سے ہو رہا ہے۔میرے خیال میں ان کے بس کی بات نہیں ہے اگر یہ نہیں کر سکتے تو وہاں پر حکومت کو ختم کیا جائے اور گورنر راج نافذ کر دیا جائے اور کسی صحیح بندے کو لگایا جائے تاکہ بلوچستان کے مسئلے کو حل کرنے میں مدد ملے۔ جناب! کراچی کی situation بھی بڑی گھمبیر ہے۔ وہاں پر بھی ٹارگٹ کلنگ، ethnic اور sectarian killing جیسے معاملات ہو رہے ہیں۔ ہم تو رونا رو رہے تھے کہ مختلف political parties کے militant wings کارفرما تھے بھتہ خوری اور دوسری چیزوں میں۔ اب ان سے زیادہ powerful ایک گروپ آگیا ہے جو آہستہ آہستہ اپنے آپ کو establish کر رہا ہے۔ اس سے دہشت گردی بڑھے گی۔ اب حکومت کو چاہیے کہ اس چیز کو address کرے۔ میں نے Interior Minister سے آج بھی بات کی ہے، کل اور پرسوں بھی ان سے بات کرنا چاہتا تھا لیکن اس وقت وہ سننے کو تیار نہیں تھے۔آج انہوں نے میری بات سنی ہے تو امید ہے کہ وہ اس پر action لیں گے۔

کراچی ہمارا commercial hub ہے، ہماری 70% wealth وہاں سے generate ہو رہی ہے۔ مہربانی کر کے کراچی کی طرف توجہ دی جائے۔ یہ جو sectarian, ethnic, target killing اور بھتہ خوری جیسی چیزیں ہیں، ان سب کا خاتمہ کیا جائے۔ اس کے علاوہ پشاور میں بھی اسی طرح سے ہو رہا ہے یعنی آپ کے تین provincial capitals اس وقت ungovernable یا رہنے کے قابل نہیں ہیں۔ آج اگر ہم اس issue پر توجہ نہیں دیں گے تو مسئلہ بہت خراب ہو جائے گا۔ جس وقت یہ ملک بنا تو اس وقت ہم ایک قوم تھے اور ہمیں صرف ملک چاہیے تھا۔ آج جب یہ ملک مل گیا ہے تو ہم مختلف فرقوں میں، شیعہ سنی اور پٹھان، بلوچ، سندھی، پنجابی میں بٹ گئے ہیں۔ اس قوم کو ایک کرنے کی ضرورت ہے۔ اس معاملے پر حکومت جتنی جلدی توجہ دے اتنا ہی بہتر ہو گا۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ حافظ حمد اللہ صاحب۔

سینیٹر حافظ حمد اللہ: شکریہ جنابِ چیئرمین۔ دو دن سے مسلسل بلوچستان، کراچی اور پورے پاکستان میں law and order اور امن و امان کے حوالے سے سینیٹر حضرات اپنا نقطہ نظر پیش کر رہے ہیں۔ میں نے پہلے بھی گزشتہ سیشن میں جو کہ رمضان المبارک میں منعقد ہوا، بلوچستان کے مسئلے پر کچھ گزارشات ایوان کے سامنے رکھیں۔ آج اسی حساس معاملے پر بات کرنا چاہوں گا۔

بلوچستان کی دو تین قسم کی حیثیت ہے۔ بلوچستان کی جغرافیائی حیثیت جیسے گزشتہ speech میں بھی میں نے کہا۔ شمال میں افغانستان اور خیبر پختونخوا، جنوب میں بحیرہ عرب، مشرق میں سندھ اور پنجاب جبکہ مغرب میں ایران ہے۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ بلوچستان مشرقِ وسطیٰ، جنوبی ایشیا، وسطی ایشیا اور بحرِہند کے قریب ہے۔ دوسری چیز، بلوچستان کا ساحلی علاقہ بہت اہم ہے۔ بلوچستان میں پانچ بندرگاہیں ہیں۔ ان میں گوادر، جیونی، پسنی، اورماڑہ اور سونمیانی شامل ہیں۔ یہ ساحلی علاقہ 752 کلومیٹر پر مشتمل ہے۔ میں مختصراً ذکر کر رہا ہوں، آگے جا کر پھر اصل موضوع کی طرف آتا ہوں۔ اسی طرح بلوچستان مشرق اور مغرب کے مابین ایک درمیانی تجارتی گزر گاہ ہے۔ ایران پاکستان گیس پائپ لائن اور ترکمانستان افغانستان پاکستان انڈیا پائپ لائن یہیں سے گزرتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ عالمی قوتوں کی بلوچستان میں ترجیحات کو بھی آپ نظر انداز نہیں کر سکتے بالخصوص تمام بدمعاشوں کے سرغنہ امریکہ کو اور چین کو بھی۔ ان دونوں کی ترجیحات بھی آپ کے سامنے ہیں۔ چونکہ امریکہ نے

دنیا میں بزکشی، انسانیت کی صورت میں خون بہانے کا ایک سلسلہ شروع کیا ہے جو پاکستان اور بلوچستان تک پہنچ چکا ہے۔ بلوچستان معدنیات کے حوالے سے بھی اہمیت کا حامل ہے۔ آپ کو معلوم ہے سوئی میں گیس کا بہت بڑا ذخیرہ ہے۔ سینڈک اور ریکوڈیک میں سونا اور تانبا، مسلم باغ قلعہ سیف اللہ میں ماربل، کوئلہ، کرومائیٹ، یہ تمام چیزیں آپ کے علم میں ہیں۔

اب بلوچستان کی صورتحال پر میں آتا ہوں۔ آزادی کے وقت قائدِاعظم محمد علی جناح نے بلوچستان میں رہنے والی بلوچ اور پشتون عوام سے اپیل کی کہ پاکستان میں شامل ہو جائیں۔ پھر بلوچ پشتون کا مشترکہ جرگہ ہوا۔ 30 جون، 1947 کو انہوں نے پاکستان کے حق میں ووٹ ڈالا۔ بلوچ قوم اس سے متفق نہیں تھی لیکن پھر 27 مارچ، 1948 کو خان آف قلات، احمد یار خان نے بادلِ نخواستہ الحاق نامے پر دستخط کیے۔ 31 مارچ، 1948 میں خان آف قلات اور قائدِ اعظم محمد علی جناح کے درمیان معاہدہ ہوا۔ معاہدے کی بنیادی شرائط یہ تھیں کہ دفاع، خارجہ، مواصلات اور کرنسی، وفاق کے پاس رہیں گی جبکہ باقی تمام معاملات خان آف قلات کی خودمختاری میں تسلیم کر لی گئیں۔ صرف چار محکمے، دفاع، خارجہ، مواصلات اور کرنسی، وفاق کے پاس رہیں گے۔ یہ معاہدہ صرف کاغذوں تک محدود رہا، اس پر عمل نہیں ہوا۔ آپ خود اندازہ لگائیے کہ 31 مارچ، 1948 کو معاہدہ ہوتا ہے جبکہ اپریل 1948 میں قلات میں فوج کشی ہوتی ہے۔ صرف ایک مہینے کے وقفے سے، پندرہ بیس دن کے وقفے سے فوج کشی ہو رہی ہے۔ یہ پہلی فوج کشی تھی۔ اس فوج کشی کے خلاف شہزادہ عبدالکریم ہتھیار اٹھا کر پہاڑوں پر جاتے ہیں۔ اس کے بعد 6 اکتوبر، 1958 کو جنرل ایوب خان نے قلات میں ایک نئے operation کا آغاز کیا جس کے نتیجے میں نواب نوروز خان کے ساتھ وہ دھوکا ہوا جو تاریخ کا ایک عظیم باب ہے۔ تیسرا operation اس وقت ہوا جب 1961 میں مری قبائل کے خلاف ایک اذیت ناک operation شروع ہوا۔ نمبر چار، 1973 اور 1974 میں بلوچستان میں NAP کی حکومت تھی جس میں JUI بھی شریک تھی، سردار عطاء اللہ خان مینگل وہاں کے چیف منسٹر تھے۔ اس منتخب حکومت کو Peoples Party نے برطرف کیا۔ نہ صرف برطرف کیا بلکہ operation کا آغاز بھی کیا۔ یہ operation سالوں تک جاری رہا۔ پھر تقریباً دو عشرے خاموشی رہی۔ پھر جنرل مشرف نے 2006 میں ایک نئی کہانی شروع کی۔ یہ ریکارڈ پر ہے کہ اس نئی کہانی کا بنیادی سبب کیا تھا۔ ڈاکٹر شازیہ خالد کے ساتھ سوئی، ڈیرہ بگٹی میں بداخلاقی اور زیادتی ہوئی۔ نواب اکبر خان بگٹی نے کہا کہ یہ بات ہماری بلوچ روایت کے خلاف ہے لہٰذا، اسے ہمارے حوالے کریں تاکہ ہم اپنی بلوچ اور قبائلی روایات کے مطابق اس کا فیصلہ کریں۔ یہ چیز لڑائی کی بنیاد

بنی۔ اس کے پسِ پردہ سازش تھی یا کیا تھا، یہاں تک بات پہنچ گئی کہ نواب اکبر خان بگٹی کو جنرل مشرف نے شہید کیا۔ 1948 سے لے کر اب تک بلوچستان میں تقریباً پانچ operations ہوئے ہیں، یہ ہے بلوچستان کا مختصر ماضی۔

آج بلوچستان میں صورتحال کیا ہے؟ رحمٰن ملک صاحب نے جو گزشتہ تقریر کی، اس کا خلاصہ تھا بی ایل اے، بی ایل اے اور لشکر جھنگوی، لشکر جھنگوی، لشکر جھنگوی۔ یہ انہوں نے کہا۔ ایک جمہوری حکومت آئی، بلوچستان کی تمام سیاسی جماعتوں کو یہ توقع تھی کہ ہوسکتا ہے کہ Peoples Party بلوچستان کے مسئلے کو سنجیدگی سے لے لیکن پونے پانچ سال Peoples Party نے بلوچستان کے مسئلے کو سنجیدگی سے نہیں لیا۔ نتیجہ کیا نکلا؟ نتیجہ یہ نکلا کہ آج Peoples Party کی قیادت کی باتوں پر کوئی بھی اعتماد نہیں کرتا۔ آج بلوچستان میں target killing ہو رہی ہے، بلوچ مر رہے ہیں، پشتون مر رہے ہیں، سنی علما target ہو رہے ہیں، سینکڑوں آباد کار شہید ہو گئے ہیں، سینکڑوں ہزارہ شیعہ برادری کے لوگ شہید ہو گئے ہیں، وہاں مسخ شدہ لاشیں پھینکی جا رہی ہیں۔ یہ صورت حال سب کو معلوم ہے۔ لوگ لاپتا ہو رہے ہیں، اغوا برائے تاوان، چوری ڈکیتی کا بازار گرم ہے۔ سوال یہ ہے کہ یہ کون کر رہا ہے؟ رحمٰن ملک صاحب کہہ رہے ہیں کہ سب BLA اور لشکر جھنگوی والے کر رہے ہیں۔ کیا لشکر جھنگوی اور سپاہ صحابہ پر ban نہیں ہے؟ اگر ان پر ban ہے تو اس کے معنی ہیں کہ وہ غلط ہیں، اگر غلط ہیں تو کیا لشکر جھنگوی ایک کھلونا ہے جو زمین اور آسمان کے بیچ لٹک رہا ہے یا لشکر جھنگوی ایک تنظیم ہے جو افراد پر مشتمل ہے، تنظیم تو افراد کا نام ہوتی ہے۔ آپ نے کہا کہ لشکر جھنگوی پر ban ہے، غلط ہے جب غلط ہے تو پھر دوسرے نام سے بھی غلط ہے لیکن آپ نے اسے اجازت دی ہے۔ ایسے لوگ ہیں باقاعدہ wanted ہیں لیکن وہ سیاست بھی کر رہے ہیں، وہ جلسے بھی کر رہے ہیں۔ میرا رحمٰن ملک صاحب سے سوال ہے کہ اگر وہ گروہ صحیح ہیں تو ان پر کیوں ban لگایا گیا؟ اگر وہ غلط ہیں تو دوسرے نام سیاست کیوں کر رہے ہیں؟

جناب والا! میں ایک اور مثال دینا چاہتا ہوں، لشکر طیبہ پر پابندی لگائی گئی جس کے سربراہ حافظ سعید تھے، آپ نے کس کے کہنے پر اس پر پابندی لگائی؟ امریکہ نے کہا یہ دہشت گرد تنظیم ہے، اگر یہ دہشت گرد تنظیم ہے اور آپ نے اس پر ban لگایا تو پھر یہ جماعت الدعوۃ کے نام سے کیوں سیاست کر رہی ہے؟ بندہ وہی ہے۔ ایک بوتل میں شراب ہے، وہ شراب روح افزا میں ڈال دیں تو کیا وہ شراب روح افزا کا شربت بن سکتی ہے؟ نہیں بن سکتی۔ میں نے لشکر جھنگوی اور لشکر طیبہ کو

شراب قرار نہیں دیا۔ رحمٰن ملک صاحب کہتے ہیں کہ لشکر جھنگوی اور لشکر طیبہ کی activities ملک کے مفادات کے خلاف ہیں، ملک کے وقار کے خلاف ہیں، ملک کے آئین کے خلاف ہیں، ملک کی سالمیت کے خلاف ہیں، ملک کی خود مختاری کے خلاف ہیں، آئین اور قانون کے خلاف ہیں، جب خلاف ہیں تو وہ دوسرے ناموں سے سیاست کرتے ہیں پھر یہ چیز کیوں جائز ہے؟

جناب چیئرمین! بلوچستان کے بارے میں دو دن پہلے Chief Secretary, Balochistan نے سپریم کورٹ کو report پیش کی۔ اس report میں ہے کہ اغوا ہونے والے، لاپتا ہونے والے لوگوں کی اکثریت میں F.C میں ملوث ہے۔ Chief Justice of Pakistan خود کہتے ہیں کہ 80% لوگوں کے اغوا میں F.C والے ملوث ہوتے ہیں۔ میں رحمٰن ملک صاحب سے یہ سوال کرتا ہوں اور میرے تمام سوالات کا جواب انہیں دینا ہو گا۔ میں سوال کرتا ہوں کہ بلوچستان میں 2001 سے پہلے target killing کیوں نہیں تھی؟ نہ لسانیت کے نام پر، نہ پشتون، بلوچ کے نام پر، نہ مذہبی فرقہ واریت کے نام پر۔ 2001 کے بعد یہ چیز کیوں شروع ہوئی؟ 2001 سے پہلے اغوا برائے تاوان کیوں نہیں تھا، آج کیوں ہے؟ 2001 سے 2006 تک پھر یہ صورت حال نہیں ہے، آج ہم کہتے ہیں کہ BLA, BLA یہ 2006 کے بعد شروع ہوئی تو سوال یہ ہے کہ 2006 سے پہلے اور 2001 کے درمیان BLA کہاں تھی۔ اس وقت BLA کیوں نہیں تھی۔

جناب چیئرمین: حافظ صاحب! برائے مہربانی مختصر کر لیں، میں نے آپ کو already زیادہ وقت دیا ہے۔

سینیٹر حافظ حمد اللہ: جی ٹھیک ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو کچھ ہو رہا ہے، ہمارے حکمرانوں کی، میں نے پہلے بھی کہا کہ اسلام آباد کی Establishment اور راولپنڈی کے جنرلوں کی policies کا نتیجہ ہے۔ جنرل ایوب operation کرتے ہیں، 1948 میں فوج operation کرتی ہے، اسی طرح 1973 میں Peoples Party کے دور میں فوج operation کرتی ہے، 2006 میں جنرل مشرف پھر operation کرتا ہے۔ جنرلوں کی ایک pipeline ہے، اس pipeline نے ساری خرابیاں پیدا کی ہیں، اس کے علاوہ Establishment والے بھی ہیں۔ اب جنرل اور Establishment رحمٰن ملک کی گرفت میں آتے ہیں یا نہیں آتے، میں کلاشنکوف اپنے تحفظ کے لیے نہیں اٹھا سکتا لیکن کچھ آدمی کالی شیشے والی پانچ گاڑیوں پر مشتمل راکٹ لانچروں اور کلاشنکوفوں کے ساتھ بازار میں دن دیہاڑے گھومتے

پھرتے ہیں، لوگوں کو اٹھاتے بھی ہیں، اغوا بھی کرتے ہیں پھر تاوان بھی وصول کرتے ہیں۔ F.C والے نہیں روک سکتے، آرمی والے نہیں روک سکتے، پولیس والے نہیں روک سکتے اگر روکیں گے تو جیب سے M.I or ISI کا card نکلتا ہے۔ کیا وہ آپ کے control میں ہیں یا نہیں ہیں؟ ہمیں پتا ہے، میں آپ کو ایک عجیب بات بتاؤں کہ کوئٹہ میں امن کے حوالے سے گیلانی صاحب نے ایک کمیٹی بنائی تھی۔ اس کمیٹی کا Head Addl. I.G. Police Punjab تھا اور اس کا نام زاہد محمود تھا، اس میں مختلف پارٹیوں کے لوگ شامل تھے، اس ایوان میں کچھ ساتھی اُدھر بیٹھے ہیں، وہ اس بات کے گواہ بھی ہیں۔ اُس مجلس میں شریک مختلف پارٹیوں نے انگلی اٹھائی کہ یہ سب کچھ intelligence agencies کر رہی ہیں، میں نہیں کہتا، سپریم کورٹ کہتی ہے، آپ کا Chief Secretary کہتا ہے، عدالت میں کھڑے ہو کر D.S.P and S.P level کے police officers رو رہے ہیں کہ ہم نے لوگوں کو پکڑا اور ہسپتالوں سے F.C والے ہم سے لے گئے ہیں، پولیس والے گواہی دیتے ہیں، جب ایسی صورت حال ہو۔ اُس میٹنگ میں Brigadier *Sahib* نے کیا کیا؟ اس میٹنگ میں M.I and ISI والے بھی بیٹھے تھے، انہوں نے آنکھیں نکالیں اور سینہ تان کر برس پڑے، سابق سینیٹر کامران مرتضیٰ جو وکیل تھے،

جناب چیئرمین: حافظ صاحب! آپ کے پندرہ منٹ ہو گئے ہیں، برائے مہربانی conclude کر لیں۔ دس منٹ کا وقت ہے لیکن میں نے آپ کو پانچ منٹ زیادہ دیے ہیں، باقی احباب نے بھی بات کرنی ہے۔

سینیٹر حافظ حمد اللہ: جناب والا! میں نے انہیں کہا کہ جو آپ بول رہے ہیں، آپ نہیں بول رہے بلکہ آپ کی وردی اور آپ کی بندوق بول رہی ہے، آپ وردی اتاریں، بندوق پھینکیں تو پھر میں آپ کو ماں کا بیٹا سمجھوں گا کہ آپ یہ باتیں کریں۔

جناب والا! ابھی میں بلوچستان کے مسئلے کے حل کے لیے تجاویز پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اس کا کیا حل ہو گا اور حکومتوں نے آج تک کیا کیا؟ کمیٹی بنی، کوئی نتیجہ نہیں نکلا، کمیٹی کے بعد پھر معافی دے دی گئی، کوئی نتیجہ نہیں نکلا، محترم صدر زرداری صاحب نے معافی دی، خورشید شاہ، فاروق نائیک اور نوید قمر کی کمیٹی بنی۔ نوید قمر کی سربراہی میں کمیٹی ایک گھنٹے کے لیے آئی۔ آج تک اس کمیٹی کا کوئی نام و نشان نہیں ملا۔ کیا یہ کمیٹی بلوچستان کے مسئلے کے حل کے لیے تھی یا بلوچستان میں ووٹ مانگنے کے لیے۔ تو ایک طرف اگر BLA ہے تو دوسری طرف پاکستان کی حکومت کا کیا رویہ ہے؟ مسئلے کو حل

کرنے کے لیے کمیٹی، پھر کمیٹی، پھر کمیٹی، مسئلے کو حل کرنے کے لیے معافی، پھر معافی، پھر معافی، اس کے بعد ,operation پھر ,operation پھر operation اس سے مسائل حل نہیں ہوں گے۔ میری ان کے لیے ایک تجویز ہے کہ آیا آپ آئین کو مانتے ہیں یا نہیں مانتے؟ رضا ربانی صاحب نے قائداعظم محمد علی جناح کی تقریر یہاں پڑھ کر سنائی، اس آئین کے Article 2 میں لکھا ہے کہ اس مملکت کا سرکاری مذہب اسلام ہو گا۔ آپ کے لیے سب سے best formula اسلام ہے۔ (عربی) 'ادھر کہا گیا ہے کہ جس کا نام انسان ہے، وہ جہاں بھی ہے ایک جماعت ہے، ادھر یہ نہیں لکھا ہے کہ مسلمان ایک جماعت ہے، اقلیت ایک جماعت ہے، شیعہ ایک جماعت ہے، سنی ایک جماعت ہے،، کالے کو گورے پر اور گورے کو کالے پر کوئی فوقیت نہیں ہے، سرمایہ دار کو غریب پر اور غریب کو سرمایہ دار پر، حکمرانوں کو عوام پر اور عوام کو حکمرانوں پر کوئی فوقیت نہیں۔ اگر آپ واقعی ان مسائل کو حل کرنا چاہتے ہیں تو اس آئین پر عمل کریں۔ آئین کے Article 158 آپ کے سامنے ہے، میں پڑھ کر سناتا ہوں۔ 'جس صوبے میں قدرتی گیس کا کوئی سرچشمہ واقع ہو، اسی سے اس صوبے کی ضروریات پوری کرنے کی سلسلے میں ان پابندیوں اور ذمہ داریوں کے تابع جو آغاز پر نافذ ہوں، پاکستان کے دیگر حصوں پر ترجیح حاصل ہو گی'۔ آیا بلوچستان میں گیس ہے یا بلوچستان میں گیس نہیں ہے۔ آپ Article 161 پڑھیں، وہ آپ کو کیا کہہ رہا ہے؟ لہذا اگر آپ آئین پر عمل کریں گے تو تمام مسائل حل ہوں گے۔ آئین کے مطابق بلوچستان کو صوبائی خودمختاری دے دیں، آپ بلوچستان کو صوبائی خودمختاری کیوں نہیں دیتے ہیں؟ دوسری بات یہ کہ اپنے خفیہ اداروں کو روک لیں۔ میں اس موضوع پر ایک اور بات کروں گا۔ فخرالدین جی ابراہیم جو الیکشن کمشنر مقرر ہوئے ہیں، وہ ہدایات جاری کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ الیکشن کا عملہ پورے ملک کے سیاستدانوں سے لاتعلق رہے۔ جناب فخرالدین جی ابراہیم صاحب یہ ہدایات بھی جاری کریں کہ وہ MI and ISI سے بھی دور رہیں۔ 2008 کے الیکشن میں چھاؤنی میں MI Brigadier ممتاز بیٹھا تھا اور وہ تمام الیکشن monitor کر رہا تھا، لوگوں کو پیسے دیے جا رہے تھے۔ آئندہ الیکشن میں ہم سن رہے ہیں کہ بلوچستان میں پھر یہی کچھ ہو رہا ہے، منظور نظر لوگوں جتوانا اور ناپسند لوگوں کو ہروانا، اگر یہی کچھ ہوا تو آج بلوچستان میں بلوچ علاقے میں خون بہہ رہا ہے، پھر پشتون علاقوں میں طالبان پیدا ہوں گے، وہاں بھی خون بہے گا۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ حافظ صاحب! بیس منٹ ہو گئے ہیں۔ گزارش ہے کہ ہر معزز ممبر کے لیے ایک time limit ہے۔ Last time بھی آپ کا ایسا ہی رویہ تھا اس طرح نہیں ہو گا۔ time frame کے مطابق آپ نے اپنے time کے اندر اپنی بات conclude کرنی ہے۔ بیس منٹ میں نے دے دیے ہیں۔ حمزہ صاحب، آپ کا Calling Attention Notice ہے۔ حافظ صاحب! آپ ہر مرتبہ اپنا time exceed کرتے ہیں اور میں request کرتا ہوں۔ نہیں، یہ کوئی طریقہ نہیں کہ کوئی کہہ دے کہ میں اپنا time دیتا ہوں۔ اس طرح House نہیں چل سکتا۔ جی، Leader of the Opposition. اس طریقے سے تو ہم ہر مرتبہ آپ کو latitude دیتے ہیں، حافظ صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: حافظ صاحب! بیٹھیں، بیٹھیں ناں، بیٹھیں تو سہی ناں حافظ صاحب۔ میں آپ کی بات کر رہا ہوں، آپ باہر جا رہے ہیں۔ حافظ صاحب! میں آپ کی بات کر رہا ہوں۔

(اس موقع پر سینیٹر حافظ حمد اللہ صاحب ایوان سے walk out کر گئے)

Mr. Chairman: I can not run the House like this. Every time I gave him extra time.

دیکھیں ناں ہر مرتبہ ایسے ہوتا ہے۔ پھر ادھر سے آواز آتی ہے کہ جی میرا time بھی ان کو دے دیں۔ ایک ان کی request تھی، آپ کی کوئی request نہیں تھی کہ مجھے time دیا جائے۔ Minister is here to conclude. He has to conclude this debate now. دیکھیں ناں جی بیس منٹ آپ بات کر چکے ہیں پھر آپ کہتے ہیں کہ نہیں، you should remain within your time frame.

(مداخلت)

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! آپ کا نام پہلے تو نہیں آیا تھا۔ ابھی آپ نے بھیجا ہے۔ ہم نے تو جب یہ debate start کی early morning یہ کہا کہ جس جس نے بات کرنی ہے وہ نام دے دیں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب! میری گزارش یہ ہے کہ ایک تو چلیں اب وہ چلے گئے ہیں لیکن چونکہ یہ اتنا important مسئلہ ہے اور ہمیں آپ کی constraint کا بھی پتا ہے۔ ظاہر ہے

کہ آپ کی international commitment ہے۔ آپ اس کو avoid نہیں کر سکتے۔ Some how, Deputy Chairman *Sahib* کی بھی commitments ہیں وہ بھی avoid نہیں کر سکتے۔ آپ نے کل بھی دیکھا کہ زیادہ majority کی یہ خواہش تھی کیونکہ سب کے travel plan بھی تھے، آج چار بجے کے بعد لاہور وغیرہ کی فلائیٹ توپتا نہیں ہے کہ نہیں ہے۔ میں نے خود جانا تھا۔ یہ Monday, Tuesday کا اس لئے کہہ رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اتنا important مسئلہ ہے اور پھر Interior Minister نے خود فرمایا کہ ان کی preference ہو گی کہ وہ آپ کو in camera بھی بڑی sensitive چیزیں بتائیں۔ بڑی معذرت کے ساتھ اس لئے میں نے آپ کو روکا کہ آپ ابھی اگلے item پر move نہ کریں اور اس کا فیصلہ کر لیں کیونکہ یہ Item No.5 ہے اور اگلا Call Attention No.6 پر ہے۔

میں آپ کی اجازت سے آپ کو یہ propose کرتا ہوں کہ آپ commenced Motion Under Rule 218 کو carry forward کر لیں اور carry forward کر کے آپ اس کو lapse نہ ہونے دیں اور نہ ہی wind up کروائیں۔ اگلے session میں، یہاں اب سے لے کر وہاں تک خدا نخواستہ جو اگلی negative development ہے ہم اس کو بھی cover کریں گے۔ دیکھیں ناں ابھی چند لوگ ہیں اور یہ مناسب نہیں ہے کہ اتنا بڑا issue ہے، پاکستان کا سب سے بڑا اور ہم بیس پچیس بندے بیٹھ کر اس کو wind up کریں۔ میری گزارش یہ ہے کہ commenced motion پر آپ House کی sense لیں اور Leader of the House اور وزیر صاحب سے بھی پوچھ لیں اور اس کو آپ carry forward کر لیں۔ اگلے session میں آپ please ان کو دو یا تین دن اور دیں۔ جو بولنا چاہے exhaustive بولے۔ یہ آ کر اپنی in camera briefing دیں بلکہ in camera briefing ہو اس کے بعد تقریر ہو اور پھر یہ دوبارہ wind up کریں، جیسے بجٹ پر ہوتا ہے۔ یہ ایک issue ہے جس کو ہمیں سب سے زیادہ time دینا چاہیے۔ اگر آپ اس پر اپنا فیصلہ کر لیتے ہیں تو پھر آپ چھ کو ختم کر دیں۔ He should move and Minister should answer. Thank you.

جناب چیئرمین: بالکل، بالکل، جی یہ honourable Leader of the Opposition کی جو تجویز آئی ہے کہ ہم motion کو talk out نہ کریں بلکہ اس کو اگلے

sessionمیں لے جائیں۔ جہانگیر بدر صاحب! آپ کا اس پر کیا point of view ہے اور Minister *Sahib* سے بھی پوچھ لیتے ہیں۔

Senator Muhammad Jahangir Bader: This is very reasonable suggestion which has been made.

اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ issue جو ہر دو چار دن کے بعد پھر آجاتا ہے اور اس کو unconcluded چھوڑ کر پھر اس پر بحث آجاتی ہے۔ میں بھی اس کی حمایت کروں گا کہ ملک صاحب اس پر in camera اپنے خیالات پیش کریں اور جو چیزیں ان کو پیش کرنی ہیں ان کے بعد پھر یہ دوسروں کو سنیں اور اس کے بعد پھر یہ دوبارہ conclude کریں۔ اس میں بے شک جتنا بھی time لگے۔

Mr. Chairman: Minister for Interior, would you like to say something on it?

(Interruption)

Mr. Chairman: Sardar *Sahib*! It is not a problem with me. دیکھیں ناں discrimination نہیں ہونی چاہیے کہ میں ایک honourable member کو بیس منٹ کا وقت دوں اور باقیوں کو دس منٹ دوں۔ This amounts to a discrimination. So, this is not fair. If you amend the rules, you take a decision in the Business Advisory Committee, I will follow that but once there is the rule, we have to follow those rules. پھر اس طرح کرلیتے ہیں ناں کہ یہ ایک سو چار کا House ہے تو پچپن پچپن بندے ایک بندے کو time دے دیں تاکہ ہمارا سارا ٹائم آپ لے لیں۔ can we run the House like this? This is not a workable suggestion. اب اس کو carry forward بھی کر رہے ہیں۔ جی، Minister for Interior.

Senator A. Rehman Malik: Thank you Mr. Chairman. میں بھی وہی کچھ کہنے کی کوشش کروں گا کہ حافظ صاحب بہت اچھا بول رہے تھے لیکن جب next time House resume ہوتا ہے تو میری request ہو گی کہ ان ہی سے ابتدا کریں۔ میں بہت سے points پر بالکل agree کرتا ہوں۔ گو میں نے بہت سے points سے agree نہیں کیا جن کا میں جواب دوں گا۔

Mr. Chairman: Even you are the Minister; I will quote a rule over here.

> "The Minister and the mover cannot speak beyond 15 minutes."

This is a rule. You amend this rule. I have got no objection to it but certainly this applies to everybody sitting over here. You have taken a decision in the Business Advisory Committee. I have got no objection for that.

سینیٹر اے رحمٰن ملک: جیسا کہ آج فیصلہ ہوا تھا کہ I will be winding up the debate. میں سمجھتا ہوں کہ یہ جتنا important issue ہے اس میں جتنی maximum حاضری ہو وہ بہتر ہو گی کیونکہ یہاں بہت سے دوستوں نے سوال کئے لیکن week end ہونے کی وجہ سے میں بعض regular session attend کرنے والے چہرے بھی یہاں پر نہیں دیکھ رہا لہٰذا میرا خیال ہے کہ it should be carried forward and with reservations جو چیزیں آئی ہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اجلاس میں gap آٹھ دن کا ہو یا دس دن کا ہو، بہت سی ایسی چیزیں ہیں جو فاضل ممبران کے نوٹس میں نہیں ہیں۔

Miscommunication, misunderstanding or not having access to the information, I fully endorse the Opposition Leader and the Leader of the House.

Mr. Chairman: This Motion under Rule 218 is carried forward for the next session also.

جناب حمزہ صاحب! آپ کا Calling Attention Notice ہے۔

Calling Attention Notice Re: Migration of Hindu Community

سینیٹر حمزہ: میں مندرجہ ذیل اہم مسئلہ کو توجہ دلاؤ نوٹس کے ذریعے زیر بحث لانا چاہتا ہوں۔" کافی تعداد میں ہندو مرد خواتین، بچے جیکب آباد اور دوسری جگھوں پر ان کی مال جان اور عزت غیر محفوظ ہونے کی وجہ سے اپنا وطن پاکستان چھوڑنے پر مجبور ہوئے ہیں اور واہگہ کے راستے بھارت چلے

گئے ہیں۔ اس مسئلہ کو ایوان کے Rules of Business Senate, 65 کے تحت زیر بحث لایا جائے۔" میں اس میں کچھ عرض بھی کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: اس میں حمزہ صاحب! Rule 64 کے تحت there cannot be a debate on Calling Attention Notice. You can ask a question for that. اگر آپ کا کوئی question ہے تو Minister is here to respond.

سینیٹر حمزہ: میں اس میں کچھ تھوڑا سا اضافہ کرنا چاہتا ہوں۔ جناب چیئرمین! میں ایک ایسا فرد ہوں جو تقسیم ملک کے بعد بھارت سے یہاں پاکستان منتقل ہوا۔ مجھے وہ دن یاد ہیں جب مغربی پاکستان میں قتل و غارت ہو رہی تھی اور یہاں سے ہندو سکھ مہاجرین پنجاب یا ہندوستان جاتے تھے اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہاں اتنی قتل و غارت ہوئی کہ میرے خیال میں پنجاب کی تاریخ میں کبھی، شاید دنیا کی تاریخ میں اتنی قتل و غارت نہ ہوئی ہو جو پنجاب میں ہوئی۔ اب جو صورت حال ان لوگوں کے جانے سے ہوئی ہے، ایک تو یہ ویسے ہی حکومت کی ناکامی ہے جس کا ہر پاکستانی کو دکھ ہونا چاہیے لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں یہ کہتا ہوں، مجھے پتا نہیں کہ ہندوستان میں اخبارات، وہاں کی حکومت یا ٹی وی یا Media میں یقینی طور پر طوفان ہو گا۔ ہندوستان میں تقریباً سترہ اٹھارہ کروڑ مسلمان بستے ہیں۔ یہاں سے چند سو لوگوں کے وہاں جانے سے میں کہتا ہوں کہ تمام ہندوستان میں بسنے والے مسلمانوں کی جان و مال کو خطرات لاحق ہو جاتے ہیں۔ ہمارا ویسے ہی فرض ہے لیکن اس فرض کے ساتھ ساتھ ہمیں اس بات کا احساس ہونا چاہیے کہ یہ اس قسم کا ایک نازک مسئلہ ہے کہ ہم اس کو پورے طور پر کنٹرول کریں اور میں سچ بات یہ کہتا ہوں کہ حکومت کی جانب سے یہ باتیں منظر عام پر آئی ہیں کہ یہ بات غلط ہے لیکن میں اس بات کو جھٹلا نہیں سکتا۔ میں نے وہ تصویریں دیکھیں ہیں جو لوگ اپنا گھر بار چھوڑ کر واہگہ کے راستے جا رہے تھے۔ خواتین چیخ و چلا رہی تھیں۔ آپ یقین کریں کہ آپ تو اس آزمائش سے نہیں گزرے ہوں گے۔ میں وہ بندہ ہوں جو مشرقی پنجاب سے یہاں آیا ہوں۔ اتنی عمر گزرنے کے باوجود میں سمجھتا ہوں کہ اللہ کے فضل سے یہ پاکستان میرے لئے بہت بڑی پناہ گاہ ہے۔ میرا یہاں جو status ہے شاید میں ہندوستان میں اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا لیکن اس کے باوجود میں اب بھی اپنے وطن کو رات کو خوابوں میں دیکھتا ہوں۔ اسی لئے میں حکومت سے یہ کہتا ہوں کہ وہ اس کا نوٹس لیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ، وزیر داخلہ صاحب۔ رحمٰن ملک صاحب ایک گزارش تھی کہ Calling Attention Notice کے بعد بچی والی رپورٹ جس کے بارے میں آپ سے کہا گیا تھا وہ ضرور آج پیش کریں۔

سینیٹر اے رحمٰن ملک: جناب چیئرمین! میں وہ رپورٹ بھی دے دوں گا۔ حمزہ صاحب نے جو فرمایا ہے میں ان کے جذبات کی قدر کرتا ہوں اور میرا خیال ہے کہ یہ پوری قوم کے جذبات ہیں خاص طور پر ان لوگوں جو migrate ہو کر آئے، جو ظلم و تشدد وہاں پر انہوں نے دیکھا، ظاہر ہے کہ وہ تصویر ہمیشہ رہے گی۔ ظاہر ہے کہ migration کسی جگہ سے بھی دوسری جگہ پر ہو تو تکلیف دہ ہوتی ہے کہ اپنوں کو چھوڑ کر جانا پڑتا ہے۔

یہ جو particular واقعہ ہے، اس وقت Indian Embassy نے ایک principle بنایا ہوا ہے کہ وہ ہندو دوست جو زیارت پر جانا چاہتے ہیں ان کے لئے tour operators رکھے ہیں اور وہ tour operators visas لے کر ان کو لے جاسکتے ہیں۔ 257 لوگوں کے لیے تین یا چار tour operators نے ویزے لیے اور ان کو وہاں پر لے جانا تھا۔ In the mean time ایک TV channel نے ایک کو pick کر لیا کہ یہ گروپس کی صورت میں جا رہے ہیں اور یہ لوگ migration کر رہے ہیں اور یہ لوگ یہاں سے بھاگ رہے ہیں۔ لہذا جب یہ بات میرے نوٹس میں آئی تو میں نے واہگہ پر ٹیم مقرر کی۔ میں نے کہا کہ ان کو تنگ نہ کیا جائے۔ وہ گورنمنٹ کے مہمان ہوں گے۔ ان سب سے پوچھ گچھ کر لی جائے۔ جناب! ہم نے ان میں 6 بندے دیکھے جن کے سامان میں لحاف زیادہ تھے، رضائیاں تھیں، کوئی برتن تھے تو وہ بھی ہم نے through friendly interrogation معلوم کیا کہ لحاف اور برتن یہاں سستے ملتے ہیں تو وہ اپنے عزیزوں کے لیے لے کر جا رہے تھے۔ ان 257 لوگوں کے affidavits میرے پاس ہیں کہ وہ اپنی مذہبی رسومات کے لیے جا رہے ہیں۔ ان میں سے 50% لوگوں کے پاس راکھ تھی جو جلائی ہوئی تھی اور جو انہوں نے گنگا جمنا میں بہانی تھی۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بڑا ہی well planned propaganda کیا گیا اور اس کو خاص طور پر Indian media نے بہت اٹھایا۔ جناب چیئرمین صاحب! میں اپنی پوری responsibility کے ساتھ عرض کر دوں کہ جس چیز نے اتنا طوفان برپا کیا کہ پاکستان سے اتنی زیادہ migration ہو گئی ہے that was absolutely wrong, rubbish, having no basis. میں categorically اس کو deny

بھی کرتا ہوں اور اگر کوئی فاضل ممبر اس investigation report کو دیکھنا چاہتے ہیں یا وہ affidavits دیکھنا چاہتے ہیں وہ دیکھ سکتے ہیں اور ایک کمیٹی بنا دیں سینیٹ کی کہ وہ لوگ جو اپنی مذہبی رسومات ادا کرنے گئے تھے کیا وہ واپس تشریف لائے یا نہیں لائے ہیں۔

(اس موقع پر جناب ڈپٹی چیئرمین، جناب صابر علی بلوچ صاحب کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

سینیٹر اے رحمٰن ملک: انہوں نے کہا کہ یہ ہمارا ملک ہے۔ ہم اپنی رسومات کے لیے جا رہے ہیں۔ ایک سوال جو انہوں نے کیا تو ہم لاجواب ہو گئے۔ انہوں نے کہا کہ اتنے لوگ حج پر جاتے ہیں تو کیا آپ اس کو migration سمجھیں گے۔ دو یا ایک مہینے کے لیے جاتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جیسے سعودی عرب میں آپ کا مکہ ہے، انڈیا میں ہمارے temples ہیں اور ہم وہاں پر جاتے ہیں۔ تو لہذا کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ ہاں پاکستان سے انڈیا جانے کے لیے لوگ regular migration کے لیے درخواستیں دیتے ہیں جو کہ باقاعدہ process ہوتی ہیں ان کی embassy کے through اور 2011 میں صرف 20 لوگوں نے migration کے لیے درخواستیں دی ہیں جو میرے ریکارڈ کے مطابق ہے اور authentic خبر ہے جو ہمارے پاس آتی ہے۔ لہذا میری request ہو گی فاضل ممبر سے کہ جو ان کے جذبات ہیں بالکل میں مانتا ہوں لیکن ہندو دوستوں کی migration نہیں ہے۔ ہاں وہاں پر issues ضرور ہیں اور issues کیا ہیں؟ خاص طور پر ابھی جو Hindu community نے complaint کی تھی وہ یہ تھی کہ ہندو بچیاں مسلمانوں کے ساتھ شادی کر لیتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ اگر لڑکی لڑکے کی دوستی ہے یا انہوں نے فیصلہ کر لیا ہے شادی کرنے کا تو مسلمان شادی کرے گا جب وہ بچی مسلمان ہو جاتی ہے۔ تو اس میں دیکھنا یہ ہے کہ کیا بچی بالغ ہے یا نابالغ ہے۔ ہمارے پاس ایک بچی کا واقعہ آیا جس میں باپ نے شکایت کی کہ یہ بچی نابالغ ہے۔ لہذا دوسرے دن سکھر کورٹ میں وہ بچی خود appear ہوئی اور اس نے کہا کہ یہ میرا اسکول کا سرٹیفکیٹ ہے اور میں بالغ ہوں۔ آپ اس ہندو بچی کو چھوڑیں مسلمان بچیاں جب بالغ ہو جاتی ہیں اور جا کر کورٹ میں نکاح کر لیتی ہیں تو اس کے بعد کچھ نہیں کیا جا سکتا لیکن یہ ہے کہ ہاں! اگر کسی جگہ زبردستی ہوئی ہے، جیسے کہا جاتا ہے کہ وڈیرے نے اٹھا لیا یا اور کسی influential نے اٹھا لیا،۔ اس طرح کا واقعہ جو بھی حکومت پاکستان کے نوٹس میں آیا ہے ہم نے action لیا ہے۔ آپ کو پتا ہے کہ ہمارے MNA میاں مٹھو صاحب ہیں ان کے متعلق ایک issue آیا تھا۔ We had investigated that. تو اس میں major بات یہ تھی کہ وہ ایک

تھا۔ میں اپنی ساری Hindu Community کو باور کراتا ہوں کہ جس طرح وہ پیار allegation کرتے ہیں پاکستان سے اور گاہے بگاہے وہ اظہار بھی کرتے ہیں تو President of Pakistan نے وہاں کی Hindu community کے بارے میں ایک بڑی high powered کمیٹی بنائی، جس میں Ministers, MNAs and Senators بھی تھے، ان کی رپورٹ بھی یہی ہے کہ یہ بالکل جھوٹ کا پلندہ تھا۔ ہاں ان کے کچھ problems ہیں۔ اس کمیٹی نے کچھ legislation recommend کی ہے minorities کے rights کو protect کرنے کے لیے، ان کے بہت سے اپنے مذہبی مسائل ہیں ان کو حل کرنے کے لیے، ان کو جائز مقام ملے جو وہ سمجھتے ہیں کہ ان کو نہیں ملا، وہ ملنا چاہیے۔ Pakistan Peoples Party نے تو minorities کی seats بھی بڑھا دی ہیں۔ سارے صوبوں کی بڑھائی ہیں۔ اسلام آباد miss ہو گیا تھا میں نے Cabinet میں کہا تھا کہ اس کو defer کریں کیونکہ اسلام آباد کی community میں بہت سے Christians ہیں، ہندو بھی ہیں۔ اسلام آباد سے بھی ہماری minority کی ایک سیٹ ہونی چاہیے۔ اس کے علاوہ کوئی supplementary question کرنا چاہے تو میں جواب دینے کے لیے حاضر ہوں۔ اگر حمزہ صاحب چاہیں تو میں وہ ساری رپورٹ ان کی satisfaction کے لیے دکھا سکتا ہوں۔ Thank you sir.

جناب ڈپٹی چیئرمین: حمزہ صاحب! آپ اس پر کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

سینیٹر حمزہ: جی ہاں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: حمزہ صاحب! میری عرض سنیں۔ منسٹر صاحب نے policy statement دے کر تمام خدشات کو دور کر دیا ہے اگر اس کے باوجود کچھ رہ گیا ہے تو please آپ پوچھ لیں۔ اگر آپ کوئی سوال پوچھنا چاہتے ہیں تو پوچھ لیں۔

سینیٹر حمزہ: جناب چیئرمین! وزیر داخلہ نے مجھے خود دعوت دی ہے کہ اگر مجھے کوئی اعتراض ہے تو میں سوال کر سکتا ہوں۔ یہ ایک نازک مسئلہ ہے۔ انہوں نے جو بات کی ہے مجھے اس پر کچھ اعتراضات ہیں۔ میں ان سے ایک بات پوچھتا ہوں۔ انہوں نے از خود یہ فرمایا کہ ہندوستان کے Media نے اس کو بہت ابھارا ہے۔ میں ان سے یہ پوچھتا ہوں کہ اگر ہندوستان میں یاترا کے لیے گئے تھے تو TV اور اخبارات میں وہ خواتین کیوں روتی تھیں۔ ہمارے لوگ جو حج کے لیے جاتے ہیں وہ تو خوش ہو کر جاتے ہیں۔ روتے نہیں ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ لوگوں نے جو اعتراضات کیے اور

خصوصی طور پر سندھ کے اندرونی حالات جو ہیں کئی جگہ پر آپ نے اخبارات میں خود بھی پڑھا ہو گا کہ اگر کوئی ہندو ڈاکٹر ہے تو وہ اغوا ہو گیا۔ ہندو اغوا ہو گئے تو ان سے تاوان لے کر چھوڑا گیا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: منسٹر صاحب! جواب دے دیں۔

سینیٹر اے رحمٰن ملک: جناب چیئرمین! انہوں نے جو سوال کیا ہے میں ان کو satisfy کرتا ہوں۔ جب انہوں نے ٹرین کے ذریعے کراچی سے سفر شروع کیا اس وقت Indian media میں یہ رپورٹ آ گئی۔ مجھے یہ بتائیں کہ جب یہ India پہنچے ہی نہیں تو Indian media کو الہام ہو گیا کہ یہ لوگ رو رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ گھر سے کوئی بھی نکلتا ہے تو وہ ضرور آنسو بہاتا ہے کیونکہ وہ دعا کر رہا ہے کہ اللہ میاں مجھے واپس اپنے گھر لے آؤ۔ میں حمزہ صاحب کو سو فیصد یقین دلاتا ہوں، اگر چاہیں تو میں ان کے ساتھ پوری ٹیم بھیج دیتا ہوں، ان گھروں میں جا کر یہ خود دیکھ لیں کہ وہ migration نہیں تھی۔ وہ وہاں پر مذہبی رسومات ادا کرنے کے لیے گئے تھے۔ ہر خبر جو Indian media نے دی وہ خدا نخواستہ کوئی الہامی چیز نہیں ہے۔ وہ Media ہے اور Media اپنے طور پر چلتا ہے۔ Media نے ایک سٹوری بنانی ہوتی ہے۔ Media نے ایک چیز بیچنی ہوتی ہے۔ India کا media بھی اپنی rating بڑھانے کے لیے ضرور بات کرے گا but let me assure you with full responsibility Hamza *Sahib* میں آپ سے عرض کر رہا ہوں کہ ایسی بات نہیں تھی۔ اگر اکا دکا کیس ہے تو وہ میرے پاس رپورٹ پڑی ہوئی ہے۔ Normally لوگ کینیڈا، امریکہ اور UK کی migration کے لیے بھی apply کرتے ہیں، اسی طرح انڈیا کے لیے بھی کرتے ہیں۔ ان کے رشتہ دار اچھی جگہوں پر چلے گئے ہیں، امیر ہو گئے ہیں وہ اپنے غریب رشتہ داروں کو لانا چاہتے ہیں but that is the procedure لیکن کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ ان پر کوئی ظلم کر رہا ہو، کوئی تشدد کر رہا ہے اور وہ ڈر کر بھاگ رہے ہیں، نہیں، میں نے عرض کیا کہ 257 تھے ایک بندے نے نہیں کہا کہ یہاں سے forceful migration ہے۔ پھر بھی ان کی satisfaction کے لیے میں ان کو offer کرتا ہوں کہ I will take him to Sindh جو جگہ یہ ڈھونڈیں یا ہم point out کرتے ہیں کہ کون لوگ تھے میں لسٹ دے دوں گا ان کے addresses کے ساتھ یہ وہاں پر جا کر اپنی تسلی کر لیں تاکہ اپنی constituency میں بتا سکیں کہ ایسی کوئی بات نہیں تھی۔

Mr. Deputy Chairman: Calling attention notice is disposed of. Now Rimsha report please, Minister for Interior.

Report Re: Blasphemy Case

سینیٹر اے رحمٰن ملک: شکریہ جناب چیئرمین! جناب والا، یہ unfortunate incident 16th August 2012 کو پیش آیا۔ جب اس مسجد کا مؤذن ایک shopper لے کر Police Station پہنچا۔ اس نے کہا کہ خدانخواستہ یہ کاغذات اصل میں قرآن پاک کے اوراق ہیں جن کو (نعوذباللہ) جلایا گیا۔ پولیس کے سامنے جب بھی کوئی ایسی complaint ہوتی ہے تو they are bound to register an FIR اسی وقت پولیس نے رمشا بچی کو custody میں لیا اور تقریباً ایک ہزار سے زیادہ لوگ پولیس سٹیشن پہنچ گئے، انہوں نے کہا کہ یہ بچی ہمارے حوالے کی جائے تاکہ ہم اس کو زندہ جلا دیں۔ پولیس نے اس بچی کو protective custody میں لیا اور ان کے والدین کو لے کر، ان کی جان بچا کر کہیں safe جگہ پہنچا دیا گیا۔ لوگوں کا مطالبہ اس لڑکی کو حاصل کرنا تھا اور اس کے خلاف خود action لینا تھا۔ اس میں پولیس نے investigation کی اور اس میں تین چار پہلو تھے جس کو investigate کرنا بہت ضروری تھا کہ جیسے claim کیا جا رہا ہے کہ کیا بچی بالغ ہے۔ کیا یہ بچی بالغ ہے یا نابالغ ہے؟ کیا اس بچی کی عمر اس حد تک ہے کہ وہ سمجھ سکتی ہے یا نہیں؟ Court نے medical order کیا اور اس medical کے مطابق اس بچی کی جو age determine ہوئی that was around 14 years. اس کے جو subsequent psychiatrist tests ہوئے، اس بچی کی mental age is between 07 years and 08 years. Keeping that thing in view ایک چیز سامنے آنا بہت ضروری تھی کہ جب یہ شکایت ہوئی تو اس راکھ کا analysis کرنا بہت ضروری تھا جو اس shopper میں موجود تھی۔ پولیس نے فیصلہ کیا کہ اس راکھ کا analysis ہونا چاہیے۔ اس راکھ کے analysis کے بعد پتا چلا کہ یہ لکڑی کی راکھ ہے، یہ کاغذ کی نہیں ہے۔ اس کے اوپر جو کاغذات ملے، نماز مترجم کے، اگر آگ جلے تو اس ساری چیز کو جلنا چاہیے۔ جلا ہوا paper نیچے سے تھا جیسے کسی نے ایسے لگایا ہو تو پولیس کو suspicion ہوا پڑی، اس میں تین قرآن پاک کے اوراق ایسے تھے جن کو کسی قسم کی گزند نہیں پہنچی تھی۔ یعنی اس پر آگ نہیں لگی تھی۔ لہذا پولیس نے فیصلہ کیا کہ ان کے گھر سے investigation شروع کریں گے۔ جب investigation شروع کی پتا لگا کہ گھر سے shopping bag میں وہ بچی کچھ لے کر نہیں نکلی تھی بلکہ لوہے کا چولہا جلایا جا رہا تھا جس میں لکڑی

جلائی جاتی ہے۔ بہرحال میں ایک affidavit under section 164 Magistrate کو دیا گیا اور ایک 161 کے تحت statement record کی گئی کیونکہ یہ معاملہ بہت اہم ہے اس لیے میں تھوڑا سا وقت ضرور لینا چاہوں گا۔ تینوں affidavits میں سے ایک affidavit جو حافظ قرآن ہیں ان کا پڑھ کر سناتا ہوں۔ اس کے بعد مزید تفصیل میں دوں گا۔ یہ کہتا ہے۔

"میں خرم شاہد ولد ملک داد، گاؤں سدا جعفر، ڈاکخانہ گولڑہ شریف، اسلام آباد، 16-08-2012 بوقت بعد از نماز مغرب کے بعد کچھ لوگ آئے اور قاری صاحب ساتھ تھے اور کہہ رہے تھے کہ قرآن پاک کو آگ لگا دی گئی ہے (نعوذ باللہ) اور قاری صاحب کے ہاتھ میں ایک shopping bag تھا، جس میں کچھ راکھ تھی اور قاری صاحب نے ہمیں دی کہ اندر رکھ دو۔ پھر قاری صاحب چلے گئے اور کچھ دیر بعد آئے اور ہمیں کہا کہ وہ shopping bag کہاں ہے تو ہم نے بتایا کہ اندر ہے، قاری صاحب نے کہا مجھے دو، ہم نے وہ راکھ والا shopping bag انہیں دے دیا۔ انہوں نے اس میں قرآن پاک کے اوراق رکھ دیے۔ ہم نے منع کیا اور آگے سے کہتے ہیں کہ تم ابھی بچے ہو، تمہیں نہیں پتا کہ ہم نے حافظ زبیر صاحب کو کہا تھا کہ قاری صاحب نے یہ کام کیا ہے جس کا نام حافظ محمد خالد جدون ہے۔"

یہ تینوں similar statements ہیں ایک under section 164 statement ہے جو Magistrate کے سامنے ہوئی ہے اور ایک حافظ صاحب کی اور ان کے ساتھی کی statement under section 161 ہوئی ہے۔ اس میں تین characters سامنے آتے ہیں، ایک رمشا ہے، ایک حماد ہے اور رمشا حماد کے گھر میں کرائے دار ہے۔ رمشا کے والدین حماد کے کرائے دار ہیں اور بہت مرتبہ حماد ان سے کہہ چکا تھا کہ یہ جگہ خالی کر دیں۔ خالد جدون صاحب قاری ہیں، مولوی صاحب ہیں، نماز پڑھاتے ہیں اور جو حماد صاحب وہاں پر مؤذن ہیں۔ جب یہ statements سامنے آئی تو police arrested Khalid Jadoon for tempering with the evidence and telling the lies اور ایک conspiracy and abetment in this crime کے تحت خالد جدون کو گرفتار کر کے court immediately میں produce کیا گیا اور عدالت نے ان کی statement دوبارہ لی اور اس کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ انہیں judicial custody میں بھیج دیا جائے۔ اس کے علاوہ وہاں پر کافی دیر سے اس کالونی میں جھگڑا چل رہا تھا اور کوشش تھی کہ وہاں سے کچھ لوگوں کو بھگا دیا جائے۔ بہرحال یہ investigation صرف پولیس کی نہیں ہے، جب میں نے دیکھا کہ اخباروں میں کچھ پولیس کے خلاف reservations آ رہی ہیں تو میں نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اسلام آباد کو حکم دیا کہ وہ خود

کریں اور اس میں علمائے کرام اسلام آباد کونسل کو بھی observer کے طور پر magisterial inquiry رکھا گیا تاکہ کسی قسم ambiguity نہیں رہنی چاہیے اور اگر کسی کو reservations ہیں تو ساری کی ساری clear ہونی چاہییں کیونکہ یہ ایک مذہبی مسئلہ ہے۔ اس میں سب کے جذبات ہیں لیکن ساتھ ساتھ قانون نے یہ بھی دیکھنا ہے کہ کسی کے ساتھ زیادتی تو نہیں ہوئی، کہیں پر law misuse تو نہیں ہوا۔ لہٰذا یہ investigation report ہم نے صوابدید کورٹ کو دے دی کہ یہ ساری evidences ہیں۔ لڑکی نابالغ ہے، اس کی mental age یہ ہے اور جو مولوی صاحب نے کیا ہے یہ تین شہادتیں موجود ہیں وہ خود بھی حافظ قرآن ہیں۔ اس کے بعد علمائے کرام کی observation کے تحت یہ investigation کی گئی، کورٹ میں یہ معاملہ لے جایا گیا۔ آج کورٹ نے دو بجے بچی کو bail out کر دیا ہے۔ اس مسئلے کو میں further investigate کروا رہا ہوں۔ ابھی کل investigation team نے اور psychiatrist نے کی ہے وہ ایک نئی چیز سامنے آ گئی ہے کہ بچی گھر سے نکلی ہی نہیں تھی۔ اس کی چھوٹی بہن اور ہمسائے کا ایک بچہ چولہا لے کر باہر جا رہے تھے، shopping bag جس کی بات کی جا رہی وہ مسجد میں راکھ الٹ کر ڈالا گیا تھا۔ اب ہم نے یہ دیکھا کہ وہ shopping bag اتنی دیر کیوں رکھا گیا، مولوی صاحب نے یہ ورق کیوں ڈالے، اس کی بنیادی وجہ کیا تھی۔ میں عرض کر دوں کہ اس investigation میں جو District Magistrate کر رہا ہے، اس میں علمائے کرام کو as observer ڈال دیا ہے اور اچھے top کے Christian priests کے ہیں ان کو بھی ڈال دیا ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ کیس ایک مثال بنے۔ اگر خدانخواستہ یہ اوراق جلائے گئے ہیں تو action must be taken against those who has violated the Blasphemy law. اگر یہ misuse ہوا ہے تو اس کے خلاف action ہونا چاہیے لیکن کسی بھی صورت میں علمائے کرام کے سامنے رکھے بغیر، وفاق المدارس کے سامنے رکھے بغیر معاملہ نمٹایا جائے گا، سب کو ہم برابر chance دیں اور اس کی evidences کو transparently public کریں گے، publicly scrutiny ہو گی تاکہ آئندہ کسی کو نہ قرآن پاک کی بے حرمتی کی جرأت ہو اور نہ یہ قانون misuse کرنا پڑے۔

جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں at present I leave it to the honorable court کیونکہ matter is sub judice in the court مجھے شاید زیادہ تفصیل سے نہیں بتانا چاہیے تھا کیونکہ this matter is of public interest, greater public interest اس

لیے اب تک جو investigation پولیس کی ہے، ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی ہے، علمائے کرام کی observations ہیں، اس بنیاد پر جو کورٹ کی اپنی صوابدید ہے، کورٹ کا اپنا analysis ہے اور کورٹ کا اپنا فیصلہ ہے اس کی وجہ سے انہوں نے آج دو بجے bail out کیا ہے لہٰذا میری سارے sects سے request ہو گی کہ دیکھیں ہم پاکستانی ہیں اور ہم سب اپنے مذہب سے محبت کرتے ہیں۔ میں assure کراتا ہوں کہ اس میں کسی قسم کی کسی سے favour نہ ہو گی، transparently سب کچھ ہو گا اور اگر ضرورت پڑی تو میں سینیٹ میں بھی، نیشنل اسمبلی میں بھی پوری کی پوری evidence ہر ممبر کے سامنے lay out کروں گا تاکہ وہ بھی اس کو دیکھ سکیں اور یہ پتا چل سکے کہ آخر ایسا کیوں ہوتا ہے؟ اس سے public ہی نہیں بلکہ دنیا کو بھی criticism کا بہانہ مل جاتا ہے۔ اسلام آباد میں کیس ہوا ہے، علمائے کرام بھی، پولیس بھی اور جو بھی اس investigation میں شامل ہونا چاہے، observer بننا چاہے پورے پاکستان سے welcome ا خواہ ہمارے top کے علمائے کرام ہوں یا وہ Christian community سے ہوں جو بھی investigation میں as an observer آنا چاہتا ہے وہ District Magistrate جناب عامر کے دفتر آ سکتے ہیں اور اس کو witness کر سکتے ہیں، وہ ان کی مدد کر سکتے ہیں، اس کا analysis کر سکتے ہیں تاکہ کسی کے ذہن میں کسی بھی صورت میں یہ گلہ نہیں رہنا چاہیے یا غلط فہمی نہیں رہنی چاہیے کہ کسی کو ہم یہاں پر favour کر رہے ہیں۔ What we want is to uphold the rule of law and anybody whoever violates the rule must be punished. I hope next week or next session when the remaining investigation is brought forward اس سلسلے میں انشاء اللہ I will make it public شکریہ۔

Mr. Deputy Chairman: Thank you for taking the House in confidence and providing the information. Zafar Ali Shah Sahib.

سینیٹر ظفر علی شاہ: جناب چیئرمین! آپ کی اجازت سے، اس بڑے sensitive مسئلے پر وزارت داخلہ اور بالخصوص وزیر داخلہ نے جو بر وقت نوٹس لیا، cognizance لیا اور آج ہم پوری دنیا میں بدنام ہونے سے بچ گئے کیونکہ یہ conspiracy ہے اور ایسی سازشیں ہمارے ملک کے خلاف چلتی رہتی ہے۔ ادھر ہندوؤں کا مسئلہ ہے، ادھر Christian کا مسئلہ ہے، نظر یہ آتا ہے کہ اس ملک میں minorities کو کوئی تحفظ نہیں، ان کے حقوق کا کوئی تحفظ نہیں ہے۔ اس لحاظ سے یقیناً وزارت کا یہ

اقدام قابل تعریف ہے کہ انہوں نے اصل مسئلے کو probe کیا۔ صرف ایک بات جناب کی وساطت سے میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ جس نے من گھڑت ساری بات گھڑی ہے اور یہ کیا ہے۔ اس کو کس قانون کے تحت، کیا blasphemy law کے تحت یا کس مقدمے میں اس کو گرفتار کیا گیا ہے؟ اس پر کون سی پاکستان کی تعزیرات لگائی گئی ہے؟ صرف information کے لیے۔

Mr. Deputy Chairman: You want a clarification from Minister.

Senator A. Rehman Malik: Sir, he has been charged under section 120(b), criminal conspiracy has been added in the same FIR and Khalid Jadoon has been arrested under section 295(b) because we did not register any additional FIR. If there is conspiracy and if you see the element of a conspiracy or abetment in that particular FIR you can add that section and he has been arrested. Hammad is going to be arrested again, he was interrogated but the police have decided that they would like to verify certain more facts.

یعنی جو ارد گرد کا ماحول ہے، جیسے ان دونوں بچوں کو آج تین بجے انہوں نے ملنا تھا۔ جو محلے میں تھے ان کو ملنا ہے۔ اب کل حماد کو ملنے کی کوشش کی گئی تو وہ تالا لگا کر چلے گئے۔ یہ ساری چیزیں ہیں جن کو دیکھنا ہے اور دوسرا پھر جس راستے سے گزرے ہیں یا جہاں مؤذن صاحب تشریف فرما تھے وہ ایک گندا نالا ہے تو اس گندے نالے پر اس وقت یعنی افطار کے وقت وہ کیا کر رہے تھے؟ افطار کے وقت پر تو لوگ روزہ کھولتے ہیں۔ یہ ساری چیزیں دیکھنا چاہتے ہیں اور پھر جو حماد ہے اسی کی کرایہ دار وہ بچی ہے جس کو وہ پہلے ہی ایک notice serve کر چکے تھے اس گھر کو خالی کریں۔ یہ ساری چیزیں ہیں جن کو ہم نے دیکھنا ہے۔ لہٰذا ہم سارے پہلو دیکھ رہے ہیں۔ یہ باتیں پہلے کسی کو پتا نہیں تھیں۔ ظاہر ہے میں نے بھی دو، تین meetings اس پر کی ہیں اور میں نے یہی کہا ہے کہ اس میں انصاف ہونا چاہیے۔ اس لیے میں نے پورے پاکستان کے علما کرام کو دعوت دی ہے کہ اس کیس کو ایک مثال بنائیں کیونکہ بہت مرتبہ یورپ میں یا دوسری جگہوں پر blasphemy law کو ختم کرنے کی بات کی ہے، یہ کر دو، وہ کر دو، آپ نے بھی سارا propaganda سنا ہے اور مختلف stories بھی آتی رہتی ہیں، but

کہ آیا یہ ایسے کیوں ہوا؟ let us make this case a point of example اگر یہ misuse ہوا تو کیوں ہوا؟ پھر میں پورے پاکستان کے علمائے کرام کی ایک امداد چاہوں گا۔ میں ان کی مدد چاہوں گا لیکن کوئی زیادتی کے ساتھ نہیں ہے۔ یہ علما کونسل کے سامنے جائیں گے، ہم یہ کیس نظریاتی کونسل کے سامنے لے کر جائیں گے، یہ کیس ہم پارلیمنٹ کے سامنے پیش کریں گے تاکہ اس چیز کا واضح طور پر پتا چلے کہ کون قصوروار ہے کیونکہ ہم نہیں چاہتے کہ کوئی بے گناہ، کسی وجہ سے، ہماری کوتاہی کی وجہ سے، ڈر کی وجہ سے یہ investigation complete نہ ہو۔ آج شکر الحمدللہ میں really thanks, personally thanks the Opposition for endorsing this because I have placed the facts before the House اس کے علاوہ میں یہ بھی وعدہ کرتا ہوں کہ اس کے علاوہ بھی جو حقیقت سامنے آئے گی I will place before the House. ایک اچھی بات یہ ہوئی کہ جب یہ چیزیں سامنے آنا شروع ہوئیں تو وہ لوگ جو ہڑتال کرنا چاہتے تھے، مسیح برادری کے لوگ پہنچ گئے، کچھ NGOs کے لوگ آ گئے جن کا کوئی تعلق نہیں ہے، اس وقت دو وکیل کھڑے ہو گئے کہ ہمیں اس نے یہ کہا ہے۔ میں بتاؤں کہ وہ mentally retarded بچی ہے اس کو تین چار NGOs نے جا کر teach کیا کہ یہ کہو، یہ کہو، میں نے اپنے بندوں کو کہا کہ جا کر وہاں پر بیٹھ جاؤ۔ ان کی family کو بھی لے کر جاؤ، اس کو ease her out to say what she says جب اس نے latest sub–statement دی ہے، بغیر ڈر خوف کے، جو اس نے باتیں کی ہیں، ان کے گھر جا کر confirm کیا، بلکہ اس نے کہا کہ میرے پاس لکڑی نہیں تھی تو دروازے کی جو beading لگی ہوتی ہے اس کو کھینچ کر جلایا تھا ہم نے وہ recovery کی۔ اس نے کہا کہ لکڑی کو آگ لگانے سے پہلے میں کاغذ اکٹھے کرتی تھی، اس کو آگ لگا کر پھر لکڑیوں کو جلاتی تھی۔ اس نے کہا کہ میں نے پہلے چائے بنائی تھی، اس کے بعد اس نے کہا کہ میں نے کھانا بنایا، کھانے میں فلاں چیز پکائی ہوئی تھی وہ دیکھ لیں، کیونکہ وہ گھر سے بھاگ گئے تھے، ہم جا کر کھانا اٹھایا۔ جناب والا! ایک بچی ہے جو retarded ہے، ظاہر ہے وہ ڈر بھی گئی، ظاہر ہے ایک بچہ اگر وہ چودہ سال کا ہے اور اس کی mental age سات سال ہے وہ memory بھی اسی طرح لائے گا۔ اپنے آپ کو react بھی کرے گا تو ہم نے اس کے supporting evidence بھی اکٹھے کیے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس پر صرف پولیس کی دسترس نہ ہو، ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی دسترس نہ ہو بلکہ علمائے کرام پورے پاکستان کے جن کو ذرا بھر بھی شک ہے ان کے لیے میں بھی حاضر ہوں۔ I have instructed the IG to make himself

کہ جہاں بھی is under specific instructionاور خاص طور پر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹavailable پاکستان کے کسی حصے سے، کسی بھی اسلام کے sect سے آپ اس کو examine کرنا چاہتے ہیں، ان مولوی صاحب کو ملنا چاہتے ہیں وہ دیکھ لیں تا کہ اس کو public properly کے سامنے لایا جائے کہ اس معاملے کو کس طرح treat کیا جائے۔

جناب والا! ویسے بھی دیکھیں یہ وہ موقع تھا شیعہ ڈھیروں کے حساب سے بابو سر ٹاپ پر شہید ہوئے۔ کوئٹہ میں شہید ہوئے۔ چلتے چلتے میں ایک بات کا جواب ضرور دوں گا انہوں نے بڑی اچھی بات کی کہ اگر لشکر جھنگوی ban ہے تو حکومت کیا کر رہی ہے۔ جناب والا! اب ہر چیز میں رحمٰن ملک کا نام لیتے ہیں، رحمٰن ملک ہی کرے، رحمٰن ملک وہی کرے گا جو مجھے آئین اجازت دیتا ہے۔ 18th amendment کے بعد Constitution does not allow Rehman Malik, being the Interior Minister, to interfere actively in the provincial headquarters. اس لیے آپ نے دیکھا ہے کہ ہم FC بھی دیتے ہیں، رینجرز بھی دیتے ہیں، ہم intelligence بھی دیتے ہیں، ہم arms and ammunitions بھی دیتے ہیں لیکن ہم جا کر خود نہیں بیٹھ سکتے۔ یعنی I can not go and sit at CM Balouchistan's chair and order the IG and the Chief Secretary, "Ok take this action". Yes I can do the same thing in Islamabad جیسے یہ کیس within five days آپ نے دیکھا clear ہوا ہے۔ میں نہیں یہ کہہ رہا، میں بد تعریفی نہیں کر رہا ہوں خدانخواستہ چیف منسٹر صاحب کی لیکن یہ ہے کہ وہ کرنا میرے بس میں نہیں ہے۔ اب ایک بندہ لشکر جھنگوی کا جس کا نام ملک اسحاق ہے، اس کی میں پوری تفصیل لایا ہوا تھا کیونکہ آج فیصلہ ہوا کہ آگے لے کر جانا ہے، میں اسی پر عرض کر دوں کہ یہ بندہ چار سال سے scot-free ہے۔ ظاہر ہے کچھ مجبوریاں ہوتی ہیں، ہونگی، ہو سکتا ہے صوبائی حکومت کوئی appropriate time دیکھ رہی تھی یا وہاں پر کوئی مجبوری تھی بہرحال میں نے تین ہفتے پہلے ایک خط چیف سیکرٹری پنجاب کو لکھا تھا اور میں نے کہا کہ ہو سکتا ہے کہ آپ اس کو arrest نہ کریں۔ ہو سکتا ہے آپ کو location نہ مل رہی ہو اگر یہ ملک اسحاق arrest نہ ہوا۔ I will be constrained to order FIA to intervene and arrest him under the Anti-Terrorism Act. It is good that sense prevails and Malik Ishaq and other guy had been arrested اور کوئٹہ سے جو کارروائی کرتا ہے اس

کے سارے کھرے جھنگ میں جاتے ہیں اور ظاہر ہے وہ ایک مضبوط Organization ہے اور وہ پھر بندوں کو مارنے کے بعد claim کرتے ہیں۔ میں نے آپ کو پوری figures دینی تھی کہ جب بھی کوئٹہ میں کوئی شیعہ شہید ہوتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم نے کیا ہے۔ گلگت میں ہوتا ہے تو ہم نے کیا ہے۔ گلگت میں کرنے والے جولوگ تھے نجات ملک اور ایک کا نام ملک فاروق تھا جس نے شاہراہ فیصل پر کیا تھا یہ وہ لوگ ہیں جو حرکت الانصار میں کام کرتے تھے۔ انہوں نے اپنے gang بنائے ہوئے ہیں اور آج وہ پیسے لے کر کام کرتے ہیں۔ جب پہلاواقعہ یہ ہوا تو فاروق کے گھر ہم نے raid کیا اور فاروق نے یہ سمجھا کہ نجات ملک نے یہ کروایا ہے۔ ان میں تھوڑا سا difference ہو گیا، تب دو گروپ ہو گئے۔ دونوں رپورٹ ایک ہی جگہ کرتے ہیں اور نجات ملک نے لالوسر ٹاپ والا کام کیا ہے جس میں سنی اور شیعہ 25 بندے شہید ہوگئے وہ کس کو رپورٹ کرتے ہیں۔ کیسے رپورٹ کرتے ہیں اور میں یہ بھی بتاؤں گا اس سیشن میں کہ وہاں پر ولئی الرحمٰن جو ہے جس کا جھگڑا حکیم اللہ سے ہوا تھا اور آج وہ پاکستان کے خلاف دوست بن گئے ہیں اور آج وہ پاکستانی کرنسی میں پیسے لیتے ہیں this is something dangerous پہلے ڈالرز میں ہوتے تھے۔ آج کل ان کو پاکستانی کرنسی میں پیسے ملتے ہیں کوئی نہ کوئی ان کو دے رہا ہے۔ یا باہر سے change کر کے ان کو دے رہے ہیں اور ولئ الرحمٰن آج کل اپنے لشکر جھنگوی کے ساتھیوں کے ساتھ مل کر یہ کام کر رہا ہے۔ کامرہ میں attack ہوا، کون تھے وہی پنجاب کے terrorists تھے۔ پنجابی کے بارے میں میں نے پہلے کہا تھا اور پاکستان میں بڑا شور و غوغا ہوا تھا اور پنجابی طالبان کی اب تو بہت ساری کتابیں بھی آگئی ہیں۔ تو میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ پنجاب کے سارے لوگ terrorists ہیں ,no جیسے پختونخوا کے سارے لوگ terrorists نہیں ہیں۔ یہ certain groups ہیں جو کام کر رہے ہیں اور South Punjab میں تھے اور ہیں اور وہ criminals North Waziristan, South Waziristan میں چھپے ہوئے ہیں اور آج ہمارے پاس indication ہے وہ سارے کے سارے دھریل اور گلگت میں migrate کر رہے ہیں۔ وہاں پر ہم نے actions لیے ہیں تاکہ یہ ensure کر سکیں کہ کہیں گلگت سکردو جو ہے یہ نارتھ وزیرستان یا ساؤتھ وزیرستان نہ بن جائے۔

جناب! اس وقت آپ نے دیکھا ہو گا کہ کراچی میں ہم نے بندے arrest کر کے avert کیا، پرسوں میں نے کہا تھا کہ پشاور گرم ہونے والا ہے پشاور میں terrorist act ہوں گے۔ کل ایک suicide bomber مارا گیا ہے۔ ان سے راکٹ لانچر ملے ہیں ان سے دوسرے ہتھیار ملے ہیں تو

جس نے بھی یہ کام کیا ہے یہ نئی لہر جو دوڑائی ہے اس کی detail میں اگلے سیشن میں دوں گا۔
میری request یہ ہو گی پہلے میں open material وہ دے دوں گا اور follow up میں یہ in
house دوں گا اور میں یہ بھی سوچ رہا ہوں اور میں نے پرائم منسٹر صاحب کو لکھا ہے کہ مجھے in
camera briefing کا موقع دیا جائے تو ہو سکتا ہے کہ joint session میں دے دیں تا کہ ایک
ہی مرتبہ مجھے سب کو briefing دینی پڑے اور اس briefing میں پھر ایک Session question
answers کا بھی ہو جائے تا کہ وہ questions جو ہمارے فاضل ممبرز کے ذہن میں آئیں اس کا
جواب بھی ہم دیں گے لیکن میں پوری قوم کو ایک عرض کر دوں کہ آپ کی intelligence
agencies نہ سوئی ہوئی ہیں نہ آپ کی فورسز سوئی ہوئی ہیں۔ We are doing our best
اور انشاءاللہ کبھی میں بتاؤں گا کہ کتنے incidents ہم نے avert کیے ہیں۔ ظاہر ہے اگر سو
incidents ہم avert کر دیتے ہیں they don't come to the attention of the
people of Pakistan, attention میں وہی آتا ہے جو media میں آتا ہے تو میں یہ عرض کر
دیتا ہوں کہ ہم سب مل کر کام کریں گے۔ I am really grateful to the Opposition,
not in Senate but also in the National Assembly کہ وہاں پر بھی جو ممبران ہیں
انہوں نے بڑا ہی patriotism کا مظاہرہ کیا ہے اور ایک چیز واضح کر دی ہے کہ سکیورٹی پالیسی اور
سکیورٹی پر کسی صورت میں بھی compromise نہیں کریں گے we will rise above the
politic's games اور ہم مل کر اس terrorism کو ختم کریں گے۔ بہت فرق پڑ گیا ہے۔ اب
bordering area اور اگر آپ بلوچستان میں دیکھیں تو وہ کوئٹہ کا علاقہ ہے اور وہ جو بھی کروا رہا
ہے میں اس کو warning دیتا ہوں کہ میں نے کہا ہے کہ I have given the proofs
from Afghanistan, I will give more and all those countries, all those
hostile agencies اگر وہ بند نہیں کریں گے۔ I promise at the floor of the
House, I will go to that country, I will sit in that capital and I will
hold the conference with the proofs that what your are doing to my
country تو انشاءاللہ پہلے میں یہ open warning دے دیتا ہوں اس کے بعد we have a
joint session اور اس میں میرا ارادہ ہے کہ میں in camera briefing دوں۔ I will take
all the questions, I will take everybody into confidence and then we

move forward. Thank you.

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ حافظ حمد اللہ صاحب۔

سینیٹر حافظ حمد اللہ: شکریہ جناب چیئرمین! سب سے پہلے وزیر داخلہ صاحب نے رمشا کیس کے حوالے سے جو تفصیل دی ہے۔ اس پر میں ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں لیکن گزارش یہ کرتا ہوں کہ اس کیس کو ایسے صاف اور شفاف طریقے سے کریں تاکہ مولوی ہو، حافظ ہو، مفتی ہو، جس بھی مسلک سے ان کا تعلق ہو، وہ عبرت کا ایک نشانہ بنے تاکہ آئندہ کوئی بھی ایسے قدم نہ اٹھائے۔ ایک بات یہ ہے۔ باقی میں آگے بحث میں نہیں جانا چاہتا، انہوں نے لشکر جھنگوی کی جو بات کی۔ سب کو معلوم ہے کہ یہ militants مسلح تنظیمیں کس نے پیدا کیں کس نے تربیت دی، کہاں دی، کس مقصد کے لیے دی۔حکومت کو تمام مراکز معلوم ہیں۔ ان کے ٹریننگ سنٹرز کہاں ہیں کہاں ٹریننگ ہو رہی ہے۔ آپ کو یہ پتہ ہے کہ طالبان افغانستان سے ہو کر عید کے لیے چھٹیاں کراچی میں مناتے ہیں۔ وزیر داخلہ صاحب کا یہ statement ہے انہوں نے افغانستان کی سرحد کیسے عبور کی اگر وہ طورخم بارڈر سے آتے ہیں تو 1200 کلومیٹر یا چمن سے آتے ہیں تو 900 کلومیٹر یہ روٹ اور فاصلہ انہوں نے کیسے طے کیا۔ آپ کہتے ہیں کہ ایجنسیاں سوئی ہوئی نہیں ہیں۔ یہ درجن بھر intelligence agencies کہاں تھیں میرے پیچھے پڑی ہیں۔ سالانہ ایک کروڑ فنڈ سینیٹر کو ملتا ہے تم نے کہاں خرچ کیا، تم نے چوری تو نہیں کیا۔ یہ تو ہو رہا ہے لیکن سرحد سے کیسے پار کیا۔ 900 یا 1200 کلومیٹر ہیں کہ کراچی میں بھی طالبان ہیں۔ آؤ ادھر بھی drone کریں۔ کیسے کراچی پہنچ گئے اور چھٹیاں مناتے ہیں۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ یہ اس ملک کی خدمت ہے یا یورپ اور امریکہ کی خدمت ہے۔ ڈالرز وصول کر کے، کیا دنیا کو ہم یہ پیغام دیتے ہیں کہ ادھر بھی آپریشن کی ضرورت ہے۔ کل آپ نے statement دی کہ کوئٹہ میں طالبان سب کچھ کر رہے ہیں اس کا مقصد یہ ہے کہ آپ خود Afghanistan, Israel, India, America, Black Water, Death کو دعوت دے رہے ہیں کہ افغانستان سے کوئٹہ آ جائیں، کوئٹہ میں طالبان ہیں۔ لہذا آپ مار سکتے ہیں۔ آپ ان کو جواز پیش کرتے ہیں۔ آج آپ کا ایک بیان پورے خطے کے لیے آگ کا گولہ بن سکتا ہے۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ آپ دنیا میں جا کر پوچھیں۔ آپ کی پوری دنیا میں پہچان امریکہ کے پٹھو کی حیثیت سے ہے۔ آپ کی پہچان یہ ہے۔ آپ کے پاکستان کا نہ وقار ہے نہ کوئی عزت ہے۔ شاہ رخ خان انڈیا کا گلوکار یا اداکار ہے ان کو نیویارک میں

روکا جاتا ہے۔ اس کی تلاشی لی جاتی ہے لیکن پوری سفارت اور پوری State Department معافی لیتے ہیں لیکن آپ کے وزیر اعظم کے جوتے بھی اتروائے ہیں لیکن کوئی بھی معافی نہیں مانگتا ہے۔ آپ معافی کے لیے ہاتھ جوڑ کر ان کو کہتے ہیں وہ معافی بھی نہیں دیتا ہے۔ آپ سے تو اس اداکار کی بہت قیمت ہے۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ 9/11 کے بعد امریکہ کے ساتھ دہشت گردی کی جنگ میں ساتھ دے کر آپ آگ سے کھیل رہے ہیں یہ جتنے بھی بم بلاسٹ ہیں، یہ جتنے بھی خود کش ہیں یہ یہاں جتنی بھی مسلح جدوجہد ہو رہی ہے۔ یہ آپ کی پالیسیوں کا نتیجہ ہے۔ آپ اوپر اوپر بات کرتے ہیں۔ اصل بنیادی بات آپ نہیں کرتے ہیں۔ آگے میں نہیں جانا چاہتا اس لیے اگلا session جب آئے گا۔ اس پر ہمیں موقعہ دیں گے میں بات کروں گا اور وہ صحیح جواب دیں گے۔ اوپر اوپر ہمیں بات نہ بتائے۔ آپ نے دہشت گردی کی جنگ میں امریکہ کا ساتھ دیا۔ آپ نے 40,000/ لوگ دیئے کیوں دیے؟ 100 ارب ڈالر کا نقصان کیوں ہوا یہ کس نے کیا، یہ مولوی نے کیا یہ تو جنرل مشرف نے فیصلہ کیا، اسی پالیسی کا تسلسل آپ کر رہے ہیں۔ یہ کسی مذہبی نے، کسی شیعہ نے، کسی مسلک نے نہیں کیا، آج پورے ملک میں کراچی نسل پرستی پر تقسیم ہوا ہے یہ پختون ہے، یہ بلوچ ہے، یہ مہاجر ہے، یہ سندھی ہے، فلاں ہے یہ مولوی نے سب کچھ کیا ہے۔ یہ پھر بعد میں بات کریں گے۔ شکریہ

سینیٹر اے رحمٰن ملک: میں حمد اللہ صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور میری ان سے ایک request ہے کہ یہ جو investigation ہو رہی ہے اگر یہ تھوڑی زحمت کر لیں اور اس میں تھوڑا observer بن جائیں۔ ان کا بہت knowledge ہے تاکہ میرے لیے بہتری ہو گی۔ نہیں تھوڑی سی volunteer service بھی ہونی چاہیے۔ I will be grateful if he contributes in it. میں خود بھی ان کو لے کر جاؤں گا جہاں جائیں گے۔ میں پہنچا دوں گا۔ ایک تو یہ ہے۔

دوسرا میں یہ عرض کروں کہ تھوڑی سی miscommunication اور misunderstanding ہوئی ہے حمد اللہ صاحب کو، یہ جو لوگ کراچی میں چھٹیاں مناتے ہیں یہ افغانی طالبان نہیں ہیں۔ یہ مالاکنڈ، سوات میں ہیں۔ فاٹا کے ہیں۔ جن کی شکلیں مجھ اور آپ سے ملتی ہیں۔ حمد اللہ صاحب! اگر آپ کراچی جا رہے ہوں، آپ کو کوئی نہیں روکے گا کیونکہ آپ پاکستانی ہیں۔ آپ سینیٹر ہیں اور آپ کے پاس پاکستانی ID card ہے، آپ کے پاس پاکستانی پاسپورٹ ہے۔ اگر کوئی بندہ مالاکنڈ یا مہمند سے چلتا ہے تو وہ North Waziristan, South Waziristan آرام سے ہو کر آ

جاتا ہے، ہم نے لوگ پکڑے ہیں۔ آج شاہی سید صاحب نے بات کی اور کہا کہ ہمارے دفتروں پر قبضہ ہو رہا ہے۔ میں دو ماہ پہلے ان کے پاس گیا تھا اور ان کو بتایا کہ یہ میری information ہے کہ جو طالبان یہاں پر آئے ہوئے ہیں، جن کی families بھی یہاں ہیں، اب انہوں نے فیصلہ کیا ہے کہ ANP کے دفاتر پر قبضہ کر کے اپنی سیاست یہاں سے شروع کریں لہٰذا اس لیے ہم نے action لیا ورنہ شاید سارے دفاتر پر قبضہ ہو جاتا۔

نمبر دو، میں نے community policing element introduce کیا ہے جس میں ہم parties کو بھی power دیں گے تا کہ وہ اپنا خیال کر سکیں۔ تیسری بات یہ ہے کہ میں آپ سے اس حد تک تو متفق ہوں کہ لشکر جھنگوی کس نے پیدا کیا؟ L.E.T. کیسے پیدا ہوا؟ سپاہ صحابہ کیسے بنی؟ جیش محمد کہاں سے آیا؟ میں نے ایسی چالیس organizations ban کی ہیں لیکن جناب! ایک بات تو مانیں کہ اگر کسی کو بیماری لگ جائے تو اسے ٹھیک ہونے میں وقت لگتا ہے۔ یہ بیماری ہماری حکومت یا میاں نواز شریف کی حکومت کی وجہ سے نہیں لگی تھی۔ یہ بیماری آپ کو well known dictator General Pervaiz Musharaf کی وجہ سے لگی تھی۔ اگر وہ پاجامے میں بیٹھ کر تھوڑی ہمت کر لیتے اور کہتے کہ yes Mr. Bush, no تو شاید یہ جو problem آج ہے، نہ ہوتی۔ لہذا آپ یہ ضرور appreciate کریں کہ ہم کسی کے پٹھو نہیں ہیں۔ اگر صرف میری ہی statements دیکھ لیں، President, Prime Minister and leadership کی بعد میں دیکھیے گا، مجھے ایک ایسی statement بتا دیں جہاں کہیں میں نے امریکہ سے جھک کر بات کی ہو۔ آج بھی ڈنکے کی چوٹ پر کہتا ہوں کہ drones should be stopped یہ ہماری insult ہے اس لیے کہ پاکستان کا ہر بچہ چاہتا ہے کہ drone attack نہ ہو۔ آپ کو یہ بھی پتا ہے کہ چاروں Provincial Assemblies, National Assembly and Senate نے پر زور طور پر یہ resolutions pass کیے ہیں کہ no drone attacks and I voice from here on behalf of my nation and address the administration of USA today, stop drones. It is affecting us, they are counterproductive. What else you want? I can not use my dear, I can only talk within the diplomatic language but please see we stopped the supplies and it remained stopped till such time the decision was taken in the interest of the country.

جناب! یہ جنگ آپ پر تھوپی گئی تھی، یہ ہمیں جہیز میں ملی تھی، ہمیں بیماری کی صورت میں ملی تھی، حمداللہ صاحب، ہم اس کو clear کر رہے ہیں۔ میں اپنی leadership اور خاص طور پر صدر زرداری صاحب کو appreciate کروں گا he went to Chicago and he strongly represented the point of view of his nation. وہاں پر یہ نہیں کہا تھا کہ میں supply کھول دیتا ہوں، آئیں مجھے ملیں۔ انہوں نے نہ ملنا prefer کیا but he very bravely projected the point of view of the nation.

جناب! ہم نے ہر جگہ، ہر forum پر کھڑے ہو کر پاکستان کے نام کی حفاظت کی ہے اور آج بھی بتاتے ہیں کہ ہم کسی اور چیز کی پرواہ نہیں کریں گے، ایک ہی چیز کی پرواہ کریں گے اور وہ ہے میرا پیارا پاکستان۔ وہ Pakistan Peoples Party کا ہر ممبر، ہر وزیر اور ہر بندہ جس level پر بھی ہو گا، کرے گا۔ میں آج ایک اور بات عرض کروں کہ ہمیں ایک دوسرے میں فرق نہیں کرنا چاہیے، حمداللہ صاحب! میں بھی پاکستان ہوں، آپ بھی پاکستان ہیں، یہاں بیٹھے ہوئے سب ممبران پاکستان ہیں، ایک ایک بچہ پاکستان ہے۔ Let us start like Pakistan and tell the enemies that here we stand united together and we will take care of them. I promise you ہم جس طریقے سے لگے ہوئے ہیں، ان کے دن زیادہ نہیں ہیں۔ یہ طالبان، ظالمان، کرائے کے قاتل ہیں، میں کھلے عام کہتا ہوں because they are not friend of Islam, they are not friend of Pakistan and I assure the House and the nation that we will take every step to take action against them. Thank you sir.

جناب ڈپٹی چیئرمین: حافظ صاحب، پلیز، میں کر رہا ہوں۔ حمداللہ صاحب، آپ کی بات تو ہو گئی، وزیر صاحب نے آپ کے issue کا بڑا comprehensive and detailed جواب دے دیا ہے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: اب وہ issue ختم ہو گیا ہے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: وہ تو carry forward ہو گیا ہے۔ آپ next session میں اس پر بات کر سکتے ہیں۔ ہمایوں صاحب، وزیر صاحب نے statement دے دی ہے once the Minister has given the statement اس کے بعد۔۔۔۔

سینیٹر محمد ہمایوں خان: جناب! وزیر صاحب نے جو رمشا case پر briefing دی، وہ قابل ستائش ہے، میں ان کو appreciate کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ this is a perfect example of misuse of blasphemy law تو ہمارے پاس بہت اچھا موقع ہے، ماضی میں بھی ایسے cases ہوئے ہیں، صرف یہ بتا دیں کہ کل اس کا misuse صرف اقلیتوں عیسائی، ہندوؤں، سکھوں کے لیے ہی نہیں بلکہ مسلمانوں کے خلاف زیادہ ہوا تو اس سلسلے میں ذرا بتا دیں۔

Mr. Deputy Chairman: Now I will read out the prorogation order received from the president. In exercise of the powers conferred by Clause 1 of Article 54 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I hereby prorogue the Senate session on the conclusion of its business on 7th September 2012.

Sd/-
(Asif Ali Zardari)
President, Islamic Republic of Pakistan

[The House was then prorogued sine die]